بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے سال چھیالیس

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

551
رمضان ۱۴۳۲ھ
جولائی 2011

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمداللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جاسکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یو بی ایل اکوڑہ خٹک	نیشنل بینک اکوڑہ خٹک	مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ
برانچ کوڈ (0288)	برانچ کوڈ (1520)	11240201001102-6
اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7	اکاؤنٹ نمبر 17-5	

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ن النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیمًا

جلد نمبر ۔۔۔۔ 46
شمارہ نمبر ۔۔۔۔ 10
رمضان ۔۔۔ ۱۴۳۲ھ
جولائی ۔۔۔ ۲۰۱۱ء

اے بی سی آڈٹ

17-8-2011

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز دار العلوم کے شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد فرید رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی

دار العلوم حقانیہ کی نئی عظیم الشان جامع مسجد کا تاریخی تعمیری منصوبہ ۔۔۔۔۔ مولانا راشد الحق سمیع ۲
- شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے مشاہیر (مکتوبات) کے بارے میں تہنیتی تاثرات ۶
- موت العالم موت العالم ۔۔۔۔۔ (شرکائے جنازہ سے خطاب) ۔۔۔۔۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق ۸
- سلام کے آداب وفضائل ۔۔۔۔۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۱
- حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ کی معیت میں سفرحج کی سعادت ۔۔۔۔۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب ۱۸
- شیخ المشائخ مفتی اعظم علامہ محمد فرید صاحبؒ (خطاب وقطعات سن رحلت) ۔۔۔۔۔ مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی ۲۰
- نعی الناعی بموت الفرد اُلْفا (نظم) ۔۔۔۔۔ ” ” ” ۲۸
- وہ فرید الدھر زیب بزم درویشاں گئے ۔۔۔۔۔ (نظم) ۔۔۔۔۔ ” ” ” ۳۰
- ازواج مطہرات قرآن کریم کے آئینے میں ۔۔۔۔۔ مولانا محمد سمعان خلیفہ ندوی ۳۱
- مجالس شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہ ۔۔۔۔۔ حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر ۳۴
- دار العلوم دیوبند کی تقدیس اور ترقی وتنزل کا مدار ۔۔۔۔۔ مولانا محمد عبداللہ قاسمی ۴۵
- شکست پر پردہ ڈالنے کیلئے امریکہ کا نیا تزویراتی منصوبہ ۔۔۔۔۔ جنرل مرزا اسلم بیگ ۴۷
- ہمارے معاشرتی رویے ۔۔۔۔۔ مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی ۴۹
- امریکی ثقافتی دہشت گردی ۔۔۔۔۔ جناب محمد عاصم حفیظ ۵۱
- افکار وتاثرات ۔۔۔۔۔ بریگیڈیئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن ۔ احتشام اللہ جان ۔ شعیب تنولی، مختار فاروقی ۵۴
- عالم اسلام اور اسلام کے تناظر میں عالمی علمی تحقیقی سرگرمیاں ۔۔۔۔۔ (ک، ص اصلاحی) ۵۹
- دار العلوم کے شب و روز ۔۔۔۔۔ جناب شفیق الدین فاروقی ۶۱
- تعارف تبصرہ کتب ۔۔۔۔۔ ادارہ ۶۳

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان ۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Fax(0923)630922 Email: editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز: مولانا راشد الحق سمیع

فقیہ عصر محدث دوراں شیخ الحدیث
حضرت مولانا مفتی محمد فرید رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی

امت مسلمہ اور دینی حلقے ابھی عظیم مجاہد اور عالم اسلام کے ہیرو شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ کے غم سے فارغ نہ ہوئے تھے اور اسی طرح دارالعلوم حقانیہ اور وابستگان علوم نبویہ حضرت مولانا عبدالحنان جہانگیرویؒ فاضل دارالعلوم دیوبند کے حادثہ ارتحال کے اثر سے بھی پوری طرح نہ نکل پائے تھے اور یہاں کی فضاء ابھی بوجھل وسوگوار اور سراپا غم تھی کہ ایک اور حادثہ فاجعہ' دلدوز خبر وحشت اثر بلکہ بھونچال نے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے ہزاروں فضلاء' علماء' طلباء اور علمی وروحانی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ گویا ع متاع دین ودنیا لُٹ گئی اللہ والوں کی

طوفان فنا کے اس نئے جھکڑ نے دارالعلوم حقانیہ کے مرکزی ستون اور روح رواں شیخ الحدیث فقیہ عصر' دانائے راز' نابغہ روزگا' صوفی صافی' شریعت وطریقت کے مجمع البحرین' مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد فرید نور اللہ مرقدہ کو ۹ رجولائی ۲۰۱۱ بروز ہفتہ کو ہم سے ہمیشہ کیلئے نظروں سے دور کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی صاحبؒ بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے بچھڑنے کے بعد دارالعلوم کے عظیم الشان دارالحدیث کی مسندِ حدیث کی رونق' بزم حقانیہ کی شمع محفل اور خلق خدا کیلئے ایک ایسی مشعل رشد وہدایت تھے جن کے وجود اور فیض سے ایک عالم مستفید اور منور وتاباں ہو رہا تھا۔ آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں میں سے ایک تھی۔ آپ کے رخ روشن میں دیکھنے والوں کو ایک ولی کامل کی جھلک اور حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی شخصیت کی جھلکیاں' تقویٰ اور صفات کا کافی مشاہدہ دیکھنے کو ملتا۔ افسوس صد افسوس حقانیہ کے آسمان علم و فضل کا وہ روشن آفتاب بھی ایسے گھپ اندھیروں کے زمانے میں غروب ہو گیا جس کی تنویر کی شعاعوں اور ضیا پاشیوں کی ضرورت وحاجت پہلے سے بڑھ کر جامعہ و متعلقین اور اس عہد خزاں عصر حاضر کو تھی۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر — اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر
ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے

حضرت مفتی صاحبؒ دارالعلوم کے اولین ادوار کی یادگار تھے۔ اللہ نے انہیں علمی استعداد کے ساتھ ساتھ فقہ اور حدیث میں مثالی مہارت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحقؒ کی یہ خواہش تھی کہ آپ جامعہ حقانیہ میں درس وتدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں لہٰذا حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنے مرشد شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین

غور غشتویؒ کے مشورے سے استخارہ فرمایا اور خواب میں آپ نے دارالعلوم کے گیٹ پر یہ آیت دیکھی۔ من دخلہ کان امنا ۔ چنانچہ دوسرے دن ہی آپ دارالعلوم تشریف لائے اور دارالعلوم میں باقاعدگی کے ساتھ درس وتدریس کی ذمہ داریاں ۱۳۸۵ھ بمطابق سنبھال لیں اور پھر مکمل استقامت اور یکسوئی کے ساتھ آپ نے 30 سال تک دارالعلوم حقانیہ کی بے لوث اور بے مثل خدمت کی اور اپنا تن من دھن دارالعلوم کے لئے وقف کر دیا۔ گویا ساری زندگی قال اللہ و قال الرسول کے مبارک زمزموں اور اطاعت گزاری و فرمانبرداری میں گزاردی۔ یہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی کے ساتھ آپ کی وفاداری، جانسپاری اور وابستگی کی اعلیٰ مثال تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی شخصیت و روحانی اوصاف سے متصف ذات اور خصوصاً مفتی کی حیثیت سے ان کے فتاووں کی جامعیت اور قبولیت اور پھر احادیث کے درس میں مہارت دارالعلوم حقانیہ کیلئے مزید خیر و برکت اور ترقی کا باعث ثابت ہوئی۔ آپ ایک باکمال شخصیت تھے اور علم وتقویٰ کے بحر بے کنار تھے۔ صوبہ پختونخوا کے جید اور ممتاز ترین مدرسین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اور اسی کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں پیچیدہ فقہی مسائل کے سلسلے میں مخلوق خدا کی رہنمائی بھی فرماتے تھے اور پھر عصر کے بعد تصوف وسلوک کی وادیوں کی راہ نوردی بھی فرماتے ۔ آپ مرشد کامل حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اور حضرتؒ کے خصوصی حلقہ محبین میں سے تھے۔ آپ کے مراقبے میں سینکڑوں طلباء اور باہر سے آئے ہوئے علماء اور سالکین شوق و ذوق سے شرکت فرماتے۔ شریعت وطریقت اور احسان وسلوک کی راہوں پر آپ نے زندگی بھر بڑے اعتدال اور ہنر کے ساتھ سفر کیا۔ ع در کفے جامے شریعت در کفے سندان عشق

آپ نے اکابرین کی طرح اپنی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ اصلاح عالم وتزکیہ نفوس میں صرف کیا اور ایک عالم آپ کے چشمہ ہدایت سے سیراب ہو رہا تھا۔ ۔ ہجوم زیادہ ہے کیوں شراب خانے میں فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہیں مرد خلیق

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ اخلاق اور ظاہری حسن و جمال سے بھی خوب نوازا تھا۔ چہرہ اقدس ایسا چمکتا تھا کہ دور ہی سے دیکھ کر یہ حدیث پاک نظروں کے سامنے آجاتی۔ **نضر اللہ امرء سمع مقالتی فوعاها ثم اداها کما سمعها** (یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر وتازہ رکھے، جس نے میری حدیثیں سنی اور وہ اس طرح بیان کیں جیسی میں نے کہی ہیں۔) آپ دیکھنے میں قرون اولیٰ کے سادہ اور پاکباز اکابرین کا پرتو نظر آتے تھے۔ شکل وصورت اور کردار وگفتار کا ایسا پاکیزہ مرقع تھے کہ دیکھنے والا ایک ہی ملاقات میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ باوجود علمی وجاہت اور بے پناہ شہرت کے سادگی اور تواضع کے پیکر تھے۔ عمر بھر تواضع کا رنگ اپنے اسلاف کی طرح اپنے اوپر قائم رکھا۔ وقار، تمکنت اور خصوصاً کم مائیگی کا احساس آپ کی نمایاں اوصاف جلیلہ تھیں۔ اسکے ساتھ ساتھ اسباق میں بھرپور حاضری بھی آپکا خصوصی طرۂ امتیاز تھا۔ پابندی اوقات بھی زندگی کا اہم عنصر تھا۔ اسی لئے دیکھنے والے آپکی بے پناہ مصروفیات اور آپ کی دینی خدمات کو دیکھ کر ششدر رہ جاتے۔ آپ نے تصنیف وتالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی

تھی اور تقریباً ایک درجن کے لگ بھگ اہم تحقیقی وتدریسی کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کے فتاوٰی کا مجموعہ ''فتاویٰ فریدیہ'' کے نام سے شائع ہوا ہے' اس کیساتھ دارالعلوم کے عظیم مجموعہ فتاویٰ ''فتاویٰ حقانیہ'' میں بھی آپ کا حصہ سب سے زیادہ ہے ۔فقہ اور افتاء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مجتہدانہ فکر عطا فرمائی تھی ۔ آپکے فتوے انتہائی جامع اور مستفتی کو کلی مطمئن کرنے والے تھے۔ یقیناً دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء کی شہرت اور عزت کے بانکپن اور اسے اوجِ ثریا تک پہنچانے میں حضرت مفتی صاحبؒ کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔

تقریباً دو ڈھائی ماہ قبل راقم نے خواب میں آپ کے فرزند مولانا حافظ حسین احمد صاحب کو حضرت مفتی صاحبؒ کی دارالعلوم میں پرانی رہائش گاہ کے باہر بڑا پریشان دیکھا۔ راقم نے خواب میں مولانا سے دریافت کیا کہ آپ کیوں پریشان ہو؟ تو آپ نے بتایا کہ مہتمم صاحب کو اطلاع دو کہ حضرت مفتی صاحبؒ کا انتقال ہوگیا ہے۔ میں خواب میں پریشانی کے عالم میں حضرت والد صاحب کے پاس حاضر ہوا اور انہیں مفتی صاحبؒ کی وفات کی اطلاع دی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی رحلت کی خبر سن کر حضرت والد صاحب مدظلہ سخت صدمے میں آگئے اور پھر گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں میری آنکھ کھل گئی۔ صبح آپ کے گاؤں زروبی جانے کا فوری ارادہ کیا اور مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب اور برادرم مولانا حامد الحق صاحب کو اپنے ہمراہ ملاقات کیلئے لے گیا۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ کی زیارت ہوئی۔ ہمیں دیکھ کر بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ فالج کے باعث زبان بندی کی وجہ سے اشارات کے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار فرماتے رہے اور دیر تک ہمیں دیکھ کر مسکراہٹ کے ذریعے اپنے جذبات حقانیہ اور خاندانِ حقانی کے ساتھ اپنی دیرینہ وابستگی کا اظہار کرتے رہے اور پرتکلف چائے کے ذریعے ہماری تواضع فرمائی۔ (بچپن ہی سے ہم دونوں بھائیوں کے ساتھ آپ بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے اور ہم سے ہنسی مذاق بھی فرمایا کرتے تھے۔) ہمیں کیا خبر تھی کہ یہ ہماری اپنے وقت کے شیخ کبیر اور ہردلعزیز استادِ حدیث کے ساتھ آخری الوداعی ملاقات ہوگی اور اِس پریشاں کن خواب کی تعبیر کچھ دن بعد ہی ظہور پذیر ہونے کو ہے۔ ہماری درخواست پر حضرت مفتی صاحبؒ نے ہمارے لئے خصوصی دعا فرمائی اور میں موہوم اندیشوں کے ساتھ بار بار آپ کے چہرے مبارک پر الوداعی نگاہیں ڈالتا ہوا واپس ہوا۔

کہتے ہیں کہ ایک سچے باعمل عالم کی پہچان اس کے جنازے سے ہمیشہ عیاں ہوتی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ بھی اُن بزرگ ہستیوں میں سے تھے جو زندگی بھر ہزار پردوں میں چھپے رہنے کے باوجود بھی ظاہر اور نمایاں رہتے۔ لیکن ان کی نماز جنازہ پر خلق خدا کا ایسا رش پڑا کہ ضلع صوابی کی اکثر شاہراہیں کثرت ہجوم کے باعث بند ہوگئیں اور شرکاء کی تعداد بلا مبالغہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی اور پھر بھی ایک بڑی تعداد ٹریفک میں پھنس کر جنازہ کی سعادت سے محروم بھی رہ گئی۔ حضرت والد صاحب مدظلہ اور عم محترم مولانا انوار الحق صاحب سمیت دارالعلوم کے تمام اساتذہ ومشائخ نے جنازہ میں شرکت کی۔ غروب آفتاب کے ساتھ ہی علم وفضل اور رُشد وہدایت کے اس آفتاب وماہتاب کو بھی سپردِ خاک کردیا گیا جو نصف صدی تک اپنے وجودِ مسعود سے ایک عالم کو مستفید کرتا رہا۔ یقیناً خداوند کریم کے ہاں ایسے

ہی مومنوں کے لئے اس کی رضا اور جنت الفردوس و سدرۃ المنتہیٰ کے وعدے منتظر رہتے ہیں۔

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○

تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیئے — مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم

دارالعلوم حقانیہ کی نئی عظیم الشان جامع مسجد کا تاریخی تعمیری منصوبہ

جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحؒ

الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ علمی اور روحانی ترقیوں کا سفر تائید ایزدی کے طفیل اور لاکھوں محبین، معاونین اور علماء وطلباء وفضلاء کی دعاؤں سے خوب ترقی جاری ہے۔ باوجود ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ تمام مدارس سے بڑھ کر اس کے خلاف ایک منظم سازش کے تحت کیا جارہا ہے لیکن اس مرکز رشد و ہدایت کو خداوند تعالیٰ تمام اشرار کے پروپیگنڈوں اور خطرناک منصوبوں سے محفوظ و مامون فرمارہے ہیں۔ اور یہاں پر طلباء کی سہولت کیلئے آئے روز نئے منصوبے سامنے آتے رہتے ہیں۔ دارالعلوم کی قدیم جامع مسجد جو آج سے تقریباً نصف صدی قبل تعمیر ہوئی تھی اور اپنے وقت میں خوبصورتی اور فن تعمیر کا ایک شاہکار تھی لیکن اب یہ مسجد ہزاروں طلباء کے لئے نہایت ہی کم پڑ گئی تھی۔ چنانچہ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کیلئے کئی سال قبل ایک عظیم الشان اور دارالعلوم حقانیہ کے شایان شان اور خصوصاً اس کے بے مثل اور وسیع وعریض دارالحدیث کی طرح ایک بڑی وسیع وعریض جامع مسجد کے نقشوں پر کام شروع ہوا۔ جو جامع حقانیہ کی مرکزیت کی وجہ سے مصر کی جامع مسجد الازھر اور مغرب اقصیٰ کی جامع زیتونیہ اور دارالعلوم دیوبند کے جامع الرشید کی طرح نمایاں حیثیت رکھتی ہو۔ لیکن وہ نقشے ارباب دارالعلوم کے مزاج اور ضرورتوں کے مطابق نہ تھے۔ پھر دارالعلوم کے ایک قدیم مخلص فرزند رشید حضرت مولانا مطیع الرحمن حقانی مدظلہ گزشتہ سال یہاں اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور انہوں نے مسجد کی تعمیر کے نقشوں کے سلسلے میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور یہ گراں ذمہ داری فوراً اپنے کندھوں پر اٹھائی اور کراچی سے ماہر انجینئرز کی خصوصی ٹیم یہاں تشریف لائی اور بڑی محنت اور عرقریزی سے سروے کرنے کے بعد ایک اچھا نقشہ اب سامنے آ گیا ہے۔ یہ مسجد تقریباً ایک لاکھ فٹ کورڈ ایریا پر مشتمل ہوگی، تین منزلہ ہوگی، منفرد وسیع اور کشادہ ہال ڈیزائن کئے گئے ہیں۔ چاروں طرف گیلریاں وسیع وعریض صحن، تین اطراف میں برآمدے اور بڑی کار پارکنگ نقشے میں بنائی گئی ہے۔ خواتین کی نماز کیلئے الگ پورشن تہ خانے میں بنایا گیا ہے۔ یہ مسجد ان شاءاللہ صوبہ پختونخوا کی ایک بڑی مسجد تصور ہوگی۔ دارالعلوم یہ کام محض توکل علی اللہ کے بھروسے پر شروع کررہا ہے۔ جبکہ ظاہری اسباب میں چند اینٹوں کا اثاثہ بھی موجود نہیں پھر یہ عام مسجد نہیں بلکہ ایسی مسجد جو مہمانان رسول طالبان علوم نبوت، قرآن وسنت کے اساتذہ، علماء مشائخ تصوف اور متلاشیان حق کی سجدہ گاہ ہوگی۔ وماذلک علی اللہ بعزیز۔ مگر امید ہے کارخانہ عالم کے موجد خداوند تعالیٰ اس کیلئے اسباب فراہم کریگا اور مسلمانوں اور اہل ثروت کے قلوب اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی طرف مائل فرمائے گا۔

ادارہ

مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ___ مولانا سمیع الحق

کے بارہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے تہنیتی تاثرات

ماضی قریب کی ایسی دستاویز جو دینی علمی سیاسی اور معاشرتی تاریخ کی مستند مأخذ ہے

مکتوبات مشاہیر پر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے تہنئی تاثرات اور ذاتی مکتوب کو ادارہ اپنے لئے باعث برکت واعزاز اور کتاب کی افادیت کیلئے نیک شگون سمجھتا ہے چنانچہ ان پاکیزہ تاثرات کو ادارتی صفحات میں بطور خاص قارئین الحق کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

حبی ومحبی الکریم جناب مولانا سمیع الحق صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ ورعاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں لندن کے سفر سے واپس آیا تو اچانک عصر کے بعد مولانا مختار اللہ صاحب نے کتابوں کا وہ پیکٹ حوالہ کیا جس کا مدت سے انتظار اور اشتیاق تھا۔ کھولا تو اس میں وہ تحریر دلنواز بھی نظر آئی جو سالہا سال کے بعد میرے نام تھی۔ اور بیساختہ یہ شعر یاد آ گیا۔

مدت کے بعد تم نے جو کی لطف کی نگاہ
دل خوش تو ہوگیا مگر آنسو نکل پڑے

اگرچہ مجھے فوراً ہی دوسرے سفر کی تیاری کرنی تھی، اور حالاً ومرتحلاً کی کیفیت میں تھا، لیکن دوسرے کاموں کی طرف اس کتاب نے مہلت ہی نہ لینے دی اور میں نہ جانے کتنا حصہ پڑھتا ہی چلا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کی ترتیب واشاعت آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ آپ نے جس جُورسی کے ساتھ یہ مکاتیب محفوظ کر کے انہیں مرتب فرمایا اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مشاہیر کے مکاتیب تو بہت سے شائع ہوئے ہیں، اور یہ ایک مستقل صنف تالیف بن گئی ہے۔ لیکن اتنے مشاہیر کے اتنے مکاتیب کا مجموعہ شاید اس سے پہلے کبھی منظر عام پر نہ آیا ہوگا۔ یہ ہمارے ماضی قریب کی ایسی دستاویز ہے جو اس دور کی دینی، علمی، سیاسی اور معاشرتی تاریخ کے لئے مستند ماخذ بن سکتی ہے اور چونکہ مکتوب نگار ہر طبقہ خیال سے تعلق

رکھتے ہیں' اس لئے ان سب کے اندازِ فکر' ان کے اسلوب تحریر اور حضرت شیخ قدس سرہ اور آپ کی ذات کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت گلہائے رنگ رنگ کی صورت میں قاری کے سامنے آ جاتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ اور آپ کے والد ماجد قدس سرہ سے جو خدمات لی ہیں' ان کا کم از کم ایک اجمالی تصور بھی سامنے آ جاتا ہے۔ غرض ہر لحاظ سے یہ عظیم مجموعہ وہ خاصے کی چیز ہے جس سے انشاء اللہ نسلیں فائدہ اٹھائیں گی۔

آپ نے اپنی محبت کی وجہ سے میری اُن احمقانہ تحریروں کو بھی اس مجموعے میں شامل کرلیا جو درحقیقت صرف آپ کے لئے تھیں کہ آپ ہی ان حماقتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے' لیکن آپ نے اس مخملیں مجموعے میں ٹاٹ کے بہت سے پیوند لگا دیئے' جو شاید قارئین کے لئے تو بدمزگی کا باعث ہوں لیکن جب میں نے انہیں پڑھا تو عہدِ رفتہ کے نہ جانے کتنے مناظر نگاہوں کے سامنے آ گئے' اور انہوں نے کچھ دیر کے لئے ماضی میں گم کردیا۔ بہت سے خطوط کو پڑھ کر اب یہ بھی یاد نہ آیا کہ وہ کس واقعے سے متعلق ہیں۔ لیکن آپ نے اس کتاب میں جابجا جو مختصر مگر معنی خیز اور لطیف حواشی لکھ دیئے ہیں' ان سے کتاب کی افادیت میں خوب اضافہ ہوگیا ہے۔

ماضی کے ان واقعات کا تصور کرکے خود آپ ہی نے کسی وقت جو دو شعر سنائے تھے' وہ یاد آ گئے۔

بدنامی حیات دو روزے نہ بود بیش
آں ہم بہ تو کلیم چہ گویم چساں گزشت
یک رو وقف بستن دل شد بہ این واں
روزِ دگر بہ کندن دل زین وآں گزشت

بہر کیف اس عظیم پیشکش پر دلی مبارکباد۔ عزیزم مولانا راشد الحق سلمہ کو خصوصی طور پر ہدیہ تبریک جن کی محنت' عرق ریزی ہی نہیں' ذوق لطیف بھی اس مجموعے کی ترتیب میں جابجا جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم وعمل میں برکت اور ترقیات عطا فرمائیں اور وہ آپ کیلئے ہمیشہ قرۃ عین بنے رہیں اور بہترین صدقہ جاریہ۔

والسلام

آپ کا بھولا بسرا

محمد تقی عثمانی (۱۸ر شعبان ۱۴۳۲ھ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا محمد ابراہیم فانی و مولانا امداداللہ

موت العالِم موتُ العالَم

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد فرید صاحب کے جنازہ سے قبل نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والے ایک لاکھ سے زائد کے مجمع سے خطاب

مورخہ ۷رشعبان ۱۴۳۲ھ بروز ہفتہ مفتی اعظم پاکستان شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ نماز عصر کے بعد چھ بجے آپ کے جنازہ کا اعلان کیا گیا چنانچہ ملک کے کونے کونے سے جنازہ میں شرکت کے لئے ایک بجے سے لوگ جوق در جوق آنا شروع ہوگئے۔ حتیٰ کہ ۵ بجے کے بعد ٹریفک جام ہوگئی۔ اور دو تہائی سے زیادہ افراد جنازہ میں شرکت کی سعادت سے محروم ہوگئے۔ عصر کی اذان ہوتے ہی جگہ جگہ لوگوں نے نماز با جماعت ادا کی۔ دارالعلوم صدیقیہ کے ہال میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی امامت میں نماز ادا کی گئی۔ اس کے بعد لوگ جنازہ گاہ کی طرف بڑھنے لگے۔ ہر ایک شخص حضرت مفتی صاحبؒ کے دیدار کیلئے بیتاب تھا چنانچہ لاکھوں لوگوں کو کنٹرول کرنا انتظامیہ کی بس کی بات نہ تھی۔ اس وقت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مائیک پر تشریف لائے اور لوگوں کو صبر وسکون اور نظم وضبط کی تلقین فرمائی۔ اسکے بعد آپ نے خطاب فرمایا جسے مولانا محمد ابراہیم فانی اور مولانا امداداللہ نے نقل کیا اور اب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی نظر ثانی کے بعد قارئین الحق کی نذر ہے.................. (ادارہ)

محترم حضرات! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے موت العالم موت العالم یعنی ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہے۔ اور آج نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والے انسانوں کا یہ سیلاب اس حدیث کی صداقت کی دلیل ہے۔ آج بہت بڑے عالم اور شیخ کے انتقال کا سانحہ پیش آیا ہے، یہ تمام عالم یعنی بالعموم اور علمی دنیا کے لئے بالخصوص بہت بڑا نقصان ہے آپ کے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے، اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو اس عظیم مصیبت پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے محترم حضرات! حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی علمی اور تدریسی زندگی کا اکثر حصہ دارالعلوم حقانیہ میں گزارا۔ تقریباً تیس سال سے زیادہ کے عرصہ تک آپ نے مسند تدریس وافتاء اور اصلاح وارشاد کو رونق بخشی دارالعلوم حقانیہ میں آپ بہت خوش تھے، اس کی روز افزوں ترقی کے لئے دعائیں فرماتے۔ میرے والد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے ساتھ آپ کی بہت عقیدت تھی، جب حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے آپ کو دارالعلوم حقانیہ آنے کی

دعوت دی تو حضرت مفتی صاحبؒ نے کہا میں استخارہ کرنے کے بعد آپ کو حتمی فیصلہ سے آگاہ کروں گا۔ چنانچہ ایک دو دن بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے استخارہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں دارالعلوم حقانیہ کے مین گیٹ کے سامنے کھڑا ہوں اور اس گیٹ پر بہت بڑا بینر آویزاں ہے جس میں لکھا گیا ہے ومن دخلہ کان آمنا درحقیقت یہ ارشاد ربانی حرم شریف اور بیت اللہ کے متعلق ہے یعنی جس طرح کہ بیت اللہ شریف پرامن مقام ہے اسی طرح دارالعلوم حقانیہ جو حرمین کی شاخیں ہیں بھی امن کی جگہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور بیماری تک وہاں رہے۔ اس دوران آپ سے ہزاروں تلامذہ اور مریدین نے کسب فیض کیا۔ آپ کے پیرومرشد اور ہمارے مخدوم پیر طریقت حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی بھی یہی آرزو تھی کہ آپ حقانیہ تشریف لائیں۔

محترم حضرات! زروبی اور اکوڑہ خٹک کے درمیان مضبوط علمی اور روحانی رشتہ اور تعلق استوار ہے حضرت مفتی صاحبؒ سے پہلے اسی قصبہ زروبی کا ایک فقیر منش اور ایک مرد درویش گزرا ہے، جس کو علمی دنیا صدر صاحب یعنی صدر المدرسین اور امام المتکلمین کے نام سے جانتی ہے یعنی حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ۔ انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کو طویل عرصہ تک اپنے فیوضات سے نوازا۔ دارالعلوم کی تعمیر وترقی اور اس کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے میں آپ کا بہت بڑا کردار ہے' اسی طرح ان دونوں بزرگوں کی شبانہ روز محنتوں اور دعاہائے نیم شبی سے آج جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو تمام مدارس دینیہ میں ایک ارفع واعلیٰ مقام حاصل ہے۔ محترم حضرات آپ کا یہ علاقہ بہت خوش قسمت ہے علماء ومشائخ کیلئے انتہائی زرخیز خطہ ہے اس خطہ سے حضرت علامہ عبدالحلیم زروبوی کے علاوہ قصبہ شاہ منصور سے عظیم مفسر اور صوفی بزرگ مولانا عبدالہادی عرف کوکا مولانا صاحب نے علوم نبویہؐ بالخصوص تفسیر کے دریا بہائے اب ان کے مدرسہ میں ان کے فرزند مولانا نورالہادی اس چشمہ سے سیرابی کا ذریعہ بنے ہیں۔ اسی گاؤں سے حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب جنہوں نے چودہ پندرہ سال دارالعلوم حقانیہ سے ہزاروں لوگوں کو فیض یاب کیا' ان کے دوسرے بھائی مولانا شمس الہادی صاحب نے بھی ساری زندگی علم کی ترویج میں بسر کی اور آج ان کے فرزند حضرت مولانا رضاء الحق صاحب جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں پورے افریقہ کو افتاء اور تدریس کے ذریعہ سے منور فرمارہے ہیں۔ اسی علاقہ کے موضع ڈاگئی میں یادگار سلف مولانا حمد اللہ جان صاحب ڈاگئی نے ساری زندگی علوم حدیث کے فروغ میں لگادی جو آج خوش قسمتی سے یہاں موجود ہیں اور اس پیرانہ سالی میں بھی حدیث کا دورہ پڑھا رہے ہیں' یہاں قریب میں ایک گاؤں باخیل ہے جس کے بادشاہ صاحبان علم کے ساتھ ارشاد وسلوک میں ایک مقام رکھتے ہیں اور اکثر صاحبزادگان حقانیہ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے ہیں' کوٹھا گاؤں میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن اور موضع مینئی کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان' مولانا عبدالمنان کا بھی علمی دنیا میں ایک مقام تھا یہ کچھ مثالیں ہیں جس کی وجہ سے اس خطہ کو سمرقند وبخارا سے ہمسری کرنے کا حق حاصل ہے۔

علم کی ترویج پر آپ دونوں (حضرت صدر صاحب اور حضرت مفتی صاحب) بہت حریص تھے' باوجودیکہ اس وقت راستوں اور سڑکوں کی حالت بہت ناگفتہ بہ تھی اور گاڑیوں کا بھی اتنا مربوط انتظام نہ تھا۔ اس کے باوجود آپ دونوں

بزرگ بروقت مدرسہ کو پہنچ جاتے اور اسباق کی پڑھائی میں مشغول رہتے' بعض اوقات نہیں بلکہ اکثر اوقات آپ زروبی سے کلابٹ اڈہ تک پیدل سفر کرتے۔آج ہمیں گاڑیوں اور سہولتوں کے باوجود کن مشکلات سے یہاں پہونچنا پڑا مگر ان دونوں بزرگوؤں نے پیرانہ سالی' بیماریوں اور موسم کی شدتوں کے باوجود تیس سال تک حقانیہ کے ان سڑکوں کے تانگوں اور بسوں کے ذریعہ بادیہ پیائی کی علم کے پھیلانے کیلئے حقانیہ کے لئے یہ اسفار اسلاف کے علمی رحلات کا حصہ ہے۔جس سے پورے علاقہ پر برکات کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت مفتی صاحب ؒ تو ماشاءاللہ صحت مند تھے لیکن حضرت صدر صاحب ؒ باوجود ضعف اور بیماری کے بغیر کسی سواری کے یہ اتنا بڑا راستہ طے کرتے۔ بہرحال اس سے پہلے دارالعلوم حقانیہ کو حضرت صدر صاحب ؒ کے سانحہ وفات کی شکل میں عظیم نقصان اٹھانا پڑا تھا اور پھر حضرت مفتی صاحب ؒ کی بیماری اور پھر آپکے انتقال کے واقعہ سے دارالعلوم ایک عظیم علمی شخصیت سے محروم ہوگیا۔حضرت شیخ الحدیث صاحب آخر میں جب خود بھی بیماری کے باعث تدریس اور دارالعلوم کے انتظامی امور سے معذور ہوگئے تھے اور مدرسہ تشریف نہیں لاسکتے تھے تو فرماتے کہ حضرت مفتی صاحب دارالعلوم کے روح رواں ہیں

حضرات گرامی زمانہ ایسے جامع الصفات بزرگوں کے لحاظ سے قحط الرجال کا ہے اور کسی ایک بزرگ کا جانا بڑا خسارہ ہے مگر اس وقت جبکہ پورا عالم کفر اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف ایک ہوچکا ہے اسلامی تہذیب ہمارے شعائر مدارس مساجد خانقاہیں ان کا نشانہ ہیں اور عالم اسلام کی تمام طبقات حکمران فوج اور جرنیل اور روشن خیال ان کے ہمنوا ہیں تو صرف ان علماء اکابر اور مدارس کے طلبہ سے امت کی امیدیں وابستہ ہیں اور یہی طبقہ امریکہ اور کافروں کے سینے کا ناسور بنا ہوا ہے وہ اس سارے سلسلہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں گویا ہم حالت جنگ اور میدان قتال میں ہیں ایسے وقت کسی مدرسہ کا ایک بہت چھوٹا طالب علم اور قرآن ناظرہ پڑھنے والے کسی بچے کا نقصان بہت بڑا خسارہ ہے اور جب حضرت مفتی صاحب مرحوم جیسے حضرات جائیں تو گویا ایک عظیم جرنیل اور کمانڈر کی جدائی کتنا عظیم خسارہ ہوگا ملک ان اکابر کی بڑی قربانیوں سے آزاد ہوا تھا اور ان تمام قربانیوں کو امریکہ کی غلامی کی نذر کردیا گیا اور اب اس ملک کو دوبارہ آزادی دلانا اور یہاں اسلامی میراث قرآن وسنت اسلامی تشخص اور تصوف وسلوک درس وتدریس دعوت وتبلیغ کے نظام کو بچانا آپ اور ہم سب کی ذمہ داری ہے یہ جنگ آپ نے تکمیل تک پہونچانی ہے جانے والے اکابر اور حضرت مفتی صاحب کا یہی مشن تھا اور ان کو حقیقی خراج عقیدت یہی ہے کہ ان کے وابستگان اس راستہ پر گامزن رہیں گے۔آپ نے اس مشن پر گامزن رہنا ہے غیروں کی غلامی کو ختم کرنا اور اپنے دینی سرمایہ کی حفاظت کیلئے آپ مرمٹنے کے لئے تیار رہیں۔(مجمع نے اللہ اکبر کے ساتھ اور ہاتھ بلند کرکے اس پر عمل کا وعدہ کیا)۔بہرحال آج بہت ہی درد اور غم کا دن ہے مفتی صاحب کا انتقال کوئی معمولی صدمہ نہیں۔میں آپ لوگوں سے پھر اپیل کرتا ہوں کہ بڑے منظم طریقے سے صفوف بنائیں اور جو لوگ انتشار اور بدنظمی پیدا کرتے ہیں ان کو سختی سے روکیں تاکہ مزید گڑبڑ پیدا نہ ہو۔**اللھم اکرم نزلہ وبرد مضجعہ وانزل علیہ شآبیب المغفرۃ والرضوان وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین**

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

اسلام کا پیغام سلامتی وامن
سلام کے آداب وفضائل

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فعن عمران بن حصين ان رجلاً جاء الى النبي ﷺ فقال السلام عليكم فرد عليه ثم جلس فقال النبي ﷺ عشر ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله فرد عليه فجلس فقال عشرون ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فرد عليه فجلس فقال ثلثون.(رواه الترمذي وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین روایت کررہے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ایک شخص آ کر کہا ''السلام علیکم'' آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لئے دس نیکیاں الاٹ کردی گئیں ہیں۔کچھ دیر بعد ایک اور شخص آیا اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' آنحضرت ﷺ نے ردِ سلام فرمایا جب وہ مجلس میں بیٹھ گیا۔رحمۃ دوعالم ﷺ نے فرمایا اس کے لئے بیس نیکیاں مقرر کردی گئی ہیں۔اتنے میں تیسرا آدمی آیا اور کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اس کے بیٹھنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کیلئے تیس نیکیاں مختص کردی گئی ہیں۔

محترم دوستو! مالک الملک نے انسان پیدا کرنے کے ساتھ ہی اس کا مقصد تخلیق بھی متعین فرمایا۔زندگی گزارنے کے طور طریقے بطور ضابطہ بیان کردیئے۔جسے ہمارے اصطلاح میں دین متین اور شریعت مطہرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔اسی ضابطہ حیات میں ذکر کردہ اللہ ورسول کے ہر امر پر عمل کرنا باعث فوز وفلاح اور اس سے انحراف دنیا وآخرت کے زیان وبربادی کا پیش خیمہ ہے۔جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے بچے اور جس پر عمل کرنے کا حکم دیا' اس پر عمل کرے' اللہ کے تمام احکامات کی اطاعت اور ان پر صدق دل سے عمل کرنا ہی ''تقویٰ'' کا نام ہے۔یہ ضابطہ حیات صرف کلمہ شہادت کا اقرار' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ تک محدود نہیں بلکہ اپنے وسعت کے لحاظ سے بہترین اخلاق' صبر' شکر' حلم' سخاوت' شجاعت' حیاء' مروت' امانت اور دیانت وغیرہ جیسے اعلیٰ اوصاف بھی اس میں شامل ہیں' دوسرے مسلمان کو اذیت نہ پہونچانا' اس کی حفظ وسلامتی کا ضامن' ضرر اور نقصان سے بچانے کا طلبگار رہنا بھی ایک مسلمان کے کامل

مومن ہونے کی اہم شرط ہے۔

کامل مومن کون ہے: حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ وعن انس قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیدہ لایؤمن عبدحتی یحب لاخیہ مایحب لنفسیہ رواہ البخاری ومسلم:

ترجمہ: حضرت آنحضرت ﷺ سے مروی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اسوقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

قبر میں چراغ: اپنے لئے چاہنے والے اشیاء سے نیکی و بھلائی کے امور واشیاء مراد ہیں۔ جو انسان کی زندگی سنوارنے کا ذریعہ بن سکیں، قبر کے اندھیرے میں رحمت کے چراغ کا کام دیں۔ قیامت کے سخت ترین دن اللہ کے عرش تلے سایہ رحمت میں جگہ ملنے کا ذریعہ بن جائیں، نفسانی اور شیطانی خواہشات، محبت دنیا اور اس سے پیدا ہونے والے فسق و فجور پر مبنی لاتعداد معاصی جو انسان کے ایمان کے خاتمہ کا ذریعہ بن جائیں۔ اگرچہ بظاہر ان کو شیطان خوبصورت بنا کر انسان کی نظروں میں خوشنما بنا دیتا ہے۔ حقیقت میں یہ نجات اور کامرانی کی خواہشات نہیں۔ اس لئے ایسی خواہشات کی طلب دوسرے مسلمان کے لئے نہ کرنا اس کے ساتھ خیر و بھلائی ہے۔

اسلام کا معنی: محترم حاضرین! لفظ اسلام، سلم سے بنا ہے جس کے معنی صلح، امن اور آشتی کے ہیں۔ اسلام میں جو داخل ہوا وہ ہمیشہ کے لئے مامون و محفوظ ہوا۔ اسی طرح اور ایمان لانے والے بھی اس کے شر اور ضرر سے محفوظ رہیں گے۔ اسکے ہر قول و فعل میں بھی دوسروں کیلئے صلح و امن کی دعوت و پیغام ہوگا۔ دین اسلام ایک ایسا میوہ دار درخت ہے جس کے دامن میں جو آیا، وہ ہر قسم کی خوبی سے مالا مال ہوا۔ اس کے امن و سلامتی کے نیچے تمام دنیا امن و عافیت کی زندگی گزار سکتی ہے۔ اگر پوری انسانیت کی نجات امن اور صلح کا کوئی مذہب ضامن ہوسکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔

صفات عالیہ کا منبع: حدیث میں ذکر وہ لفظ سلام اسلامی تہذیب و معاشرہ کا ایک اہم رکن ہے یہ لفظ اللہ جل جلالہ کے اسمائے حسنٰی میں سے انکا مبارک نام بھی ہے۔

میرے ساتھیو! ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ تمام طاقت و صفات عالیہ اور قوت کا منبع اللہ کی ذات بابرکات ہے۔ اس کے سوا غیر اللہ سے خواہ جو بھی ہو اپنے حوائج پورے ہونے کیلئے اس کے سامنے دست سوال پھیلانا شرک کے زمرہ میں آتا ہے۔ ہمیں اپنی ہر ضرورت کے حصول کے لئے اسی مالک کون و مکان کے حضور اپنے دست سوال پھیلاتے ہیں۔ یہی حکمت مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملنے کے وقت ''السلام علیکم'' کہنا اللہ تعالیٰ سے سلامتی و عافیت کا سوال اور دعا کرنا ہے۔ اس جملہ کی تفسیر اکثر علماء نے یہ کی ہے کہ ''تجھ پر سلامتی ہو یعنی تم میرے اور ہر کسی کے ظلم و زیادتی سے محفوظ رہو اور میں بھی ہر قسم کے زیادتی خواہ تمہارے طرف سے ہو یا اور کسی کی جانب سے ہو محفوظ رہوں۔

اقوام عالم کا طریقہ ملاقات: آپ حضرات کے علم میں ہے کہ دنیا کے تمام مہذب اقوام جب آپس میں ملتے ہیں تو اپنے اپنے اصطلاح کے مطابق کوئی ایسا جملہ یا کلمہ کہتے ہیں جس سے ان کا آپس میں محبت اور خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ سب پشتون ہیں جب دو پٹھان آپس میں ملتے ہیں محبت کے اظہار کے لئے''ستڑے مشہ'' ''پخیر راغلے'' ''ہر کلہ راشے'' وغیرہ بولتے ہیں' پنجابی' سندھی' بلوچی اپنے اپنے رواج اور لغت کے مطابق خوش آمدید کے جملے مقرر کئے جن کا استعمال کرتے ہیں۔ عیسائی' یہودی ہندو وغیرہ کوئی گڈ مارننگ' گڈ ایوننگ ' جئے رام چندر جی' نمستے اور آداب عرض جیسے جملے استعمال کرتے ہیں جن میں دعا کا شائبہ تک نہیں خیر کا اصول اور نہ شر سے بچنے کی دعا ہے

اسلام کا طریقہ ملاقات: ان کے مقابلہ میں ایسے مواقع پر جس جملہ کو استعمال کرنے پر زور دیا گیا جتنا جامع ہے کہ اس میں صرف محبت کا اظہار کرنا نہیں بلکہ محبت کا جو تقاضا اور حق ہے کہ اللہ تمہیں ہر آفت و بلا سے محفوظ رکھے۔ نیز ''حیاک اللہ'' کی طرح صرف زندہ رہنے کی آرزو نہیں بلکہ حیات مبارکہ کی بھی طلب ہے اس جملہ طیبہ میں یہ بھی موجود ہے کہ میں اور تم سب مالک الملک کے محتاج ہیں۔ عیسائیوں کا گڈ مارننگ بظاہر دعا معلوم ہوتا ہے یا رات تمہاری اچھی رہے مگر یہ دعا محدود ہے کیونکہ یہ ذکر نہیں کہ تمہاری دوپہر کیسے گزرے۔ اسی طرح رات تمہارے اچھی گزرے میں یہ نہیں کہ تمہاری صبح کیسے گزرے۔ جبکہ مسلمان کے سلام میں وقت وزمان کی قید نہیں بلکہ ہر وقت تم سلامتی میں رہو۔

سلام باعث افتخار: محترم حاضرین! ہم غیر مسلموں کے تہذیب و غیر اسلامی تمدن سے متاثر ہو کر ان کے بے کار رسم و رواج کو اپنے لئے عظمت و وقار کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہمارا ملنا جلنا' اٹھنا بیٹھنا' کھانا پینا' غمی و شادی وغیرہ ہے وہ بھی ہم بنیاد پرستی کا طعنہ دینے والوں کے طریقوں پر کرنا اپنے لئے شرم کی بجائے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے سلام کرنے اور اس کا جواب دینے کا شرعی طریقہ جس میں بے شمار اللہ کی حکمتیں اور اجور پنہاں ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں بتلا کر اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے' جو شعائر اسلام سے بھی ہے۔

تحیۃ کا معنی ومفہوم: احکم الحاکمین کا فرمان ہے'' واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منھا او ردوھا ان اللہ کان علی کل شئی حسیباً (ترجمہ) اور جب تم کو کوئی دعا دیوے تو تم بھی اس سے بہتر دعا دے دو یا (جواب میں) وہی کہو (جو اس نے کہا ہے) بیشک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر بقول فقیہ العصر مفسر قرآن مفتی اعظم برصغیر پاک و ہند حضرت مولانا محمد شفیع برد اللہ مضجعہ تحیہ کا لفظی معنی کسی کو ''حیاک اللہ'' کہنا ہے کہ اللہ تم کو زندہ رکھے۔ اسلام سے قبل عرب ملاقات کے وقت اس جملہ کو استعمال کرتے اسلام نے تحیۃ کے اس انداز کو بدل کر ''السلام علیکم'' کہنے کی تلقین کی۔ اس جملہ کو آپس میں استعمال کرنے کے کئی دینوی واخروی فوائد کے ساتھ ساتھ ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ سلام کرنے والا یہ اقرار کرتا ہے کہ میں اور جس کو سلام کیا جاتا ہے دونوں رب العالمین کے محتاج ہیں۔ ایک دوسرے کو نفع اس کے قدرت اور اجازت کے بغیر نہیں پہونچا سکتے۔ اس نکتہ

کے اعتبار سے یہ سلام عبادت بھی ہے۔ اور جب تم نے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے اللہ کا نام یعنی سلام ذکر کر دیا۔ تو تمہارا یاد کرانا اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی یاد دلانے کا ذریعہ بن کر وہ بھی ذکر اللہ کرنے والوں میں شامل ہوا۔

نیز اس جملہ کہنے میں اپنے مسلمان بھائی سے یہ وعدہ کہ تمہاری جان مال عزت وآبرو میرے ضرر سے محفوظ ہیں۔

سلام کی حقیقت: ابن غزالی نے امام ابن عینیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اتدری ما السلام یقول انت آمن منی

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو کہ سلام کیا چیز ہے؟ سلام کرنے والا یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے مامون ومحفوظ ہو یعنی نہ میں تیرے مال، اولاد، ذات میں کوئی خیانت کروں اور نہ تمہاری یا اس مجلس کی ایسی رازوں یا باتوں کا افشاء کروں، جن کا مذہب و شریعت سے ٹکراؤ نہ ہو۔ ہماری غفلت کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم اس جملہ کا استعمال تو کرتے ہیں مگر صرف سرسری، زبانی اور کلامی۔ ورنہ اگر مسلمان اس ''السلام علیک'' کی تہہ میں جو مقاصد اور فوائد ودیعت فرمائیں ہیں ان کو جان کر ان پر عمل پیرا ہوتے تو پوری ملت آج جس افراتفری، حقوق العباد میں لاپرواہی ایک دوسرے کے قتل وقتال اور لاتعداد کبیرہ گناہوں سے نکل کر ایک صالح باکردار، اسلام کے حقیقی نمونے اور خاتم النبیین ﷺ کے باعمل امتی کی حیثیت سے ہمارا نام زندہ وتابندہ رہتا اور یہ کیوں نہ ہوتا جبکہ بظاہر اس مختصر جملہ میں عالمگیر جامعیت بھی ہے، اس میں اللہ کی یاد بھی ہے، تذکیر بھی ہے، اپنے مسلم بھائی سے محبت وتعلق کا اظہار بھی ہے، اعلیٰ ترین دعا بھی ہے اور وہ معاہدہ بھی ہے جو آنحضرت ﷺ نے ایک مسلمان کی شناخت اور کامل ایمان کے طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ'' مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ ہو کسی کو نقصان نہ پہونچے۔

جیسا پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ سلام کرنے والا وعدہ کرتا ہے کہ میرے جوارح، اعضاء سے تمہارے تمام اشیاء کو کوئی گزند نہیں پہونچے گی۔

سلام کی ابتداء: محترم سامعین! اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں سلام کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ غرض اس سے یہی تھی کہ اس جملہ کے ذریعہ کافر اور مسلمان کا فرق واضح ہو۔ تا کہ سلام کرنے والا دوسرے کو اطلاع دے۔ الحمدللہ سلام کا یہ تحیۃ اور ہدیہ دوسرے مسلمان کے سامنے اسلامی دنیا میں اب بھی جاری اور انشاء اللہ تا قیامت یہ ذکر اور سلامتی کا وردرائج رہے گا۔ چنانچہ اس مبارک جملہ کی اہمیت وفضیلت اور اس پر ملنے والے ثواب کے پیش نظر جب حضرت آدمؑ کو اللہ نے پیدا فرمایا، حکم دیا کہ جاؤ فرشتوں کی جماعت پر سلام کہدو۔ ارشاد نبویؐ ہے: عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا فلما خلقہ قال اذھب فسلم علی اولئک النفر دھم نفر من الملائکۃ جلوس فاستمع ما یحیوک فانھا تحیتک علیکم الخ رواہ بخاری ومسلم

ترجمہ: آنحضرت ﷺ سے حضرت ابوہریرہؓ روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی

صورت پر بنایا۔ ان کی لمبائی ساٹھ گز تھی جب اللہ نے ان کو بنایا تو ان سے فرمایا جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو وہ جماعت فرشتوں کی تھی جو وہاں بیٹھی تھی۔ پھر سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتی ہے۔ (اور وہ جماعت جو جواب دے گی) وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام رب العالمین کے اس حکم کی اطاعت مین فرشتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ''السلام علیکم'' اس حدیث کے بعض جملے جیسے اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا اور ان کی لمبائی ساٹھ گز تھی متشابہات میں سے ہے اس میں نکات اور بحث علماء اور دینی علوم حاصل کرنے والوں کا کام ہے۔ آپ کے سامنے اس مبارک حدیث کے ذکر سے غرض دین میں سلام کی اہمیت بیان کرنا ہے جو کہ آپ حضرات کے لئے کافی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب دو مسلمان ملیں تو جواب سلام پہلے آدمی کے سلام کے بعد واقع ہو۔ البتہ اگر دونوں ایک ساتھ السلام علیکم کہیں تو ہر ایک پر جواب سلام دینا لازم ہوگا۔

<u>قرآن میں ذکر سلام:</u> قرآن کریم میں کئی مقامات پر مالک الملک نے انبیاء کا اپنے آنے والوں پر اور رب العالمین کا اپنے جنتی بندوں پر سلام کرنے کا ذکر فرمایا: ارشاد ربانی ہے:

وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ (سورة هود)

ابراہیمؑ کے پاس جب اللہ کے فرشتے خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے سلام کیا (حضرت ابراہیمؑ) نے جواباً السلام علیکم کہا جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے (اللہ ہم سب کو جنت میں داخل فرمادیں) سب سے بڑا اکرام حق اللہ کی طرف سے ''سلام قولاً من رب العالمین'' گویا آدم علیہ السلام سے لے کر تا وقوع قیامت جنت میں داخل ہونے والوں پر رب کی رضا سلام کی صورت میں حاصل ہوگی۔

<u>سلام کس پر ہو:</u> اہل سلام کے بہترین خصائل و آداب میں امام الانبیاء نے سلام کو شامل فرمایا:

عن عبداللہ بن عمر ان رجلاً سأل رسول اللہ ﷺ ای الاسلام خیر قال ان تطعم الطعام وتقرء السلام علی من عرفت ومن لم تعرف (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضورﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر حضرتﷺ سے پوچھا کہ اہل اسلام کی کونسی عادت بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ (مہمان وضرورت مند کو) کھانا کھلانا اور ہر جاننے والے اور نہ جاننے والے کو سلام کرنا ہمارے آقا اور نبی ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ جس سے سامنا ہو اور یقین ہو کہ مسلمان ہے' اس پر سلام کہو ہماری انا اور کج فہمی کی حالت یہ ہے کہ جب تک ہمارا کوئی شناسا نہ ہو اسے سلام کرنا بھی اپنا توہین سمجھتے ہیں' جبکہ شمال' جنوب اور مشرق ومغرب کے تمام مسلمان حضورؐ کے ارشاد مبارک ''انما المومنون اخوة''
دنیا کے تمام مسلمان آپس میں دینی رشتے سے منسلک ہونے کی وجہ سے بھائی بھائی ہیں۔ اس سے بڑھ کر شناسائی کا

کون سا رشتہ ہے اس تکبر کی وجہ سے سلام پر جو اجر مرتب ہوتے اس سے محرومی مقدر ہو جاتی ہے۔ جبکہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کا تعلق شناسائی سے نہیں بلکہ ان حقوق سے ہے جو شریعت نے اسلام کی حیثیت سے ایک دوسرے پر عائد کیئے ہیں۔ خطبہ کی ابتداء میں مذکورہ حدیث سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ بڑھانے کی وجہ سے نیکیاں بیس اور اس سے بڑھ کر چالیس تک پہونچ جاتی ہیں۔ اللہ تو ہمارے بخشنے کے لئے بہانہ چاہتے ہیں۔ قیمت نہ مانگتے ہیں اور نہ ہم میں ادا کرنے کی قوت' استطاعت ہے۔

مغفرة را بہانہ ے طلبد مغفرة را بہانہ ے طلبد

مسلمان کی شناخت: محترم سامعین! سلام جو سے ایک مسلمان کی شناخت اور بے پناہ فضائل حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اس کے ترویج اور پھیلانے کے لئے صحابہ نے عملی نمونے پیش کیئے۔

حضرت طفیل ابن ابی روایت کر رہے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آ کر صبح کے وقت ان کے ساتھ بازار جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابن عمرؓ جس دکاندار سے گزرتے جس مسکین اور جس شخص کے پاس سے گزرتے سلام کرتے۔ ابوطفیل کہتے ہیں کہ حسب معمول دوسرے دن ابن عمر کے پاس آیا' وہ مجھے دوبارہ بازار لے جانے لگے۔ میں نے اس سے بازار جانے کی وجہ پوچھی کہ آپ بازار میں کیا کریں گے۔ آپ نہ تو خرید و فروخت کی جگہ رُکتے ہیں اور نہ کسی بیچنے والی چیز کی قیمت کا پوچھتے ہیں۔ نہ خریداری کرتے ہیں اور نہ بازار کے کسی مجلس میں شرکت کرتے ہیں۔ بازار جانے سے بہتر یہی ہے کہ یہاں بیٹھ کر آپس میں بات چیت کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب میں حضرت طفیلؓ سے فرمایا ''اے بڑے پیٹ والے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم خرید و فروخت یا اور مقصد کے لئے بازار جایا کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ ہم صرف ہر ملنے والے شخص پر سلام کرنے کیلئے بازار چلتے ہیں ان کا اس روزانہ بازار کا چکر لگانا صرف حضورؐ کے اس حکم کہ افشوا السلام کا پھیلانا اور خود اور دوسروں کو اس جملہ پر مرتب ہونے والے اجر کی طرف متوجہ کرنا تھا

جنت میں داخلے کا سبب: معزز ساتھیو! سرورِ کونین ﷺ نے جنت میں داخل ہونے کے لئے جن تین امور کا ذکر فرمایا اس کی ابتداء سلام سے کی ہے۔ **عن عبدالله بن سلام قال لما قدم رسول الله ﷺ المدينة انجفل الناس اليه وقيل قدم رسول الله ﷺ فجئت فى الناس لانظر اليه فقلما استبنت وجه رسول الله عرفت ان وجه ليس بوجه كذاب فكان اول شئى تكلم به ان قال ياايها الناس افشو السلام واطعموا الطعام وصلوبا الليل والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام (ابن ماجه باب ماجىء فى قيام الليل)** ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام عرض کر رہے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ تیزی اور جلدی سے آپ کی طرف آنے لگ گئے۔ مدینہ میں مشہور ہوا کہ آپ ﷺ تشریف لائے ہیں' میں بھی

اور لوگوں کیساتھ آنحضرت ﷺ کے دیکھنے کیلئے حاضر ہوا جب میں نے آپ کا چہرہ اقدس دیکھا میں سمجھ گیا کہ یقیناً یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا نہیں ہوسکتا۔ (اسوقت) جو سب سے پہلی بات آپ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سور ہے ہوں۔ اگر ان امور پر عمل کرو گے تو جنت میں داخلہ کے حقدار بن جاؤ گے

جنت میں رسول کا وعدہ کسی معمولی فرد کا نہیں بلکہ رب دو جہان کے محبوب ترین شخصیت اور نبی آخرالزمان کا ہے۔ سلام کرنے میں یہ انتظار نہ ہو کہ پہلے دوسرا سلام کرے پھر میں جواب دوں بلکہ فاستبقوا الخیرات کے مطابق کوشش کی جائے کہ سلام میں سبقت کی جائے۔

تکبر سے براءت: دوسرے کے سلام کے انتظار میں تکبر کا شائبہ موجود رہتا ہے۔ جبکہ ازالہ کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **وعن عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ قال البادی بالسلام بری من الکبر (رواہ البیھقی)** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔ یعنی سلام کرنے والا اپنے قول سے ظاہر کرتا ہے کہ اللہ نے اسے غرور اور تکبر سے نجات دی ہے۔

جیسے کہ میں بھی عرض کر چکا ہوں اگر ہم اس کو بطور رسم و رواج ادا نہ کرتے تکبر جو اکثر کبائر گناہوں کی جڑ ہے بلکہ ساری امت مسلمہ نہ صرف بے پناہ گناہوں سے محفوظ رہتی بلکہ پوری امت کی دینوی عروج واصلاح اتحاد و یک جہتی اور دشمن کے مقابلہ میں یک جان ہو جانے کے لئے کافی ہوتا۔

سب سے زیادہ بخل: آقائے نامدار ﷺ نے ایک طویل روایت میں سلام نہ کرنے والے کو بخیل' کنجوسی کرنے والا قرار دیا ہے۔ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کو شکایت کی کہ فلاں شخص میرے کھجور کے باغ میں اپنا ایک درخت لگایا ہے جس کے آمد و رفت سے مجھے اذیت ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کو بلا کر فرمایا کہ اپنا درخت مجھے فروخت کر دو۔ اس کے انکار پر فرمایا مجھے ہبہ کردو پھر بھی انکار کردیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس درخت کو تم مجھ پر ایسے درخت کے عوض فروخت کردو جو تمہیں جنت میں ملے گا۔ وہ پھر بھی اس جنتی سودا پر آمادہ نہ ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **ما رأیت الذی ھو ابخل منک الا الذی یبخل بالسلام** " میں نے تم سے بڑا بخیل کسی کو نہیں دیکھا ماسوائے اس شخص کے جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔ "

مطلب یہ کہ سلام میں سستی کرنے والا تم سے بھی بڑا کنجوس ہے۔

محترم حاضرین۔ سلام کے فضائل اور اجور سے احادیث کتب بھری پڑی ہیں۔ وقت کی طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کر کے سلام کے بعض مسائل ان شاء اللہ کسی دوسرے مجلس میں عرض کروں گا۔ رب العزت مجھے اور آپ سب کو شعائر اللہ کے احترام اور عمل کرنے کی توفیق نصیب فرماویں۔ امین۔

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ *

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ کی معیت میں سفر حج کی سعادت

میری خوش قسمتی اور سعادت مندی تھی کہ بندہ کو محترم حضرت مفتی صاحبؒ کیساتھ مدت دراز تک صحبت درفاقت کی سعادت نصیب ہوئی ۔محترم حضرت مفتی صاحبؒ جب جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں بعہدہ تدریس جلوہ افروز ہوئے تو یہ عنفوان شباب کا عالم تھا۔ان کا چہرہ سیادت وسعادت کے آثار سے معطر ومنور تھا اور اس عہد میمون میں جامعہ اسلامیہ کا ماحول' درودیوار عظیم الشان فقید المثال علماء ربانیین سے منور تھا۔پاک وہند کے عظیم شیخ اکبر بقیۃ السلف الصالحین' زینۃ المحدثین حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری نور اللہ ضریحہ' خطیب العصر حضرت مولانا عبدالشکورؒ شیخ الجامعہ حضرت مولانا سید بادشاہ گل بخاریؒ اور دیگر اساطین علم سے جامعہ اسلامیہ بقعۃ النور بن گیا تھا۔اب بھی وہ دلکش منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جب نماز عصر کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ حضرت مولانا عبدالشکور بہبودیؒ اور حضرت مفتی محمد فرید صاحبؒ جامعہ اسلامیہ سے اکوڑہ ریلوے سٹیشن تک چہل قدمی فرمایا کرتے تھے تو راستے پر جانے والے' ان اصحاب ثلثہ کے نورانی' تابانی چہروں کی دید سے ششدر وحیران ہوجاتے تھے کہ یہ فرشتہ صورت' پاک سیرت' ہستیاں کیسے جمع ہوگئی ہیں۔

جب حضرت مفتی صاحبؒ استاذ المحدثین' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ بانی ورئیس دارالعلوم حقانیہ کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ میں تدریسی منصب پر فائز ہوئے پھر تو بہت ہی قریب سے ان کے سنن نبویہ کے مطابق سلوک وبرتاؤ' سیرت وکردار نہایت ہی سادہ وضع قطع' سادہ طبیعت' سادہ لباس' متانت ووقار کی زندگی نے حد درجہ متاثر کیا۔

دارالعلوم دیوبند ثانی' مرکز علوم اسلامیہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی وسیع عالمگیر شہرت ومقبولیت کے پیش نظر حضرت مفتی محمد فرید صاحبؒ کا دائرہ تدریس وتصنیف' وعظ وارشاد' تصوف وسلوک بھی دن بدن وسیع ہوتا گیا۔وہ اپنی جامع مانع دریس' پراثر وعظ وراشاد اور زہد وتقوی کی وجہ سے عوام وخواص کے ہر دلعزیز بنے اور ان کا سلسلہ سلوک وبیعت پاکستان اور بیرونی ممالک میں پھیلتا چلا گیا۔

---

* شیخ الحدیث جامعہ ہٰذا

راقم الحروف کو حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ تین بار سفر حجاز مقدس میں بھی سنگت ورفاقت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔کسی شخصیت کے شمائل وخصائل' عادات واطوار' سیرت وکردار' سلوک وبرتاؤ کا صحیح اندازہ اس کے ساتھ سفر کی حالت میں اٹھنے بیٹھنے سے معلوم ہوتا ہے۔پہلی بار ۱۹۷۳ء مطابق ۱۳۹۳ھ حضرت مفتی صاحبؒ حج کیلئے تشریف لے گئے تھے۔اسی سال مجھے بھی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ ملا' شوال کے اوائل میں حضرت مفتی صاحب سے مسجد نبوی شریف میں ملاقات نصیب ہوئی۔آپ زروبی کے حجاج کرام کے ساتھ باغ مرجان میں سکونت پذیر تھے' ان دنوں میں ایام حج میں حجاج کرام کا اتنا ہجوم نہیں ہوتا تھا جتنا کہ آج کل ہے' مسجد نبوی شریف میں حجاج کرام حضرت مفتی صاحبؒ سے حج کے مسائل پوچھتے رہتے تھے' مجھے بھی ان علمی محافل میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔اسی طرح مکہ مکرمہ میں حضرت مفتی صاحبؒ محلہ شامیہ میں بھی کی مرزوقی کے ہاں مقیم تھے۔دوسری بار بھی جب حضرت تشریف لائے تو بندہ مدینہ منورہ میں موجود تھا' حضرتؒ کو مدینہ منورہ کے تمام مقامات مقدسہ پر لے گیا تھا۔

تیسری بار حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد "ایدہ اللہ بنصر من عندہ وحفظہ بفضلہ و کرمہ" کی خواہش تھی کہ امارت اسلامیہ افغانستان سے علماء کرام کا جو ''' بعثۃ الحج الافغانیہ'' جارہا ہے حضرت مفتی صاحبؒ اس کی سرپرستی فرمائیں۔چنانچہ امیر المومنین نے وزیر حج مولانا غیاث الدین صاحب اور دیگر مسئولین وزارت حج کو حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں بھیجا۔مگر حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی معذوری کا عذر پیش کیا۔اس بعثۃ الحج میں شہید اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جانؒ "نور اللہ مرقدہ ورزقہ صحبۃ النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین" اور شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف کے نام بھی شامل تھے' چنانچہ امیر المومنین کا یہ وفد میرے پاس آیا اور حد درجہ مغموم وپریشان' مجھ سے فرمانے لگے کہ حضرت مفتی صاحبؒ آپ کی بات مانتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ آپ کے کہنے پر آمادہ ہوجائیں گے۔میں نے کہا کہ یقیناً حضرت معذور ہیں ان کیلئے ایک مضبوط خادم کی ضرورت ہوگی نیز ان کے ساتھ ان کے خلف الرشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب بھی ہوں تو حضرت مفتی صاحبؒ کیلئے آسانی ہوگی۔وزیر حج نے فرمایا کہ امیر المومنین نے ایک مضبوط' توانا خادم مولوی گل محمد کو پہلے ہی سے متعین کیا ہے' چنانچہ ہم حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہوں نے حسب سابق معذرت فرمائی۔میں نے کہا حضرت ہم سب ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات سرانجام دینے میں فخر محسوس کریں گے۔حضرت آپ کے مزید اشراف امارت اسلامیہ افغانستان کا یہ بعثۃ الافغانیہ للحج موقر اور وزنی ہوجائے گا اور رفقائے بعثۃ (جوسب بڑے بڑے علماء تھے) آپ کی سرپرستی میں حرمین شریفین کے فیوض وبرکات سے کماحقہ فیض یاب ہوسکیں گے' حضرت زندگی کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ (بقیہ صفحہ نمبر ۶۲ پر)

خطاب: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

ضبط وترتیب: ادارہ

شیخ المشائخ مفتی اعظم علامہ محمد فرید صاحبؒ

جامع الصفات فرد وحید

مورخہ ۹ جولائی بروز ہفتہ تقریباً دن کے گیارہ بجے دارالعلوم حقانیہ کے سابق شیخ الحدیث اور رئیس دارالافتاء مفتی اعظم پاکستان مرشد وقت پیر طریقت عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید صاحب قدس سرہ کی روح پرفتوح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ ملک کے کونے کونے سے لاکھوں افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد تعزیت کنندگان کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جس میں ہر طبقہ کے لوگوں نے شرکت کی۔ تعزیت کے تیسرے دن آپ کی جامع مسجد میں دارالعلوم حقانیہ کے استاذ حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی مدظلہ نے تعزیت کنندگان کے عظیم مجمع سے پراثر خطاب فرمایا۔ اس خطاب کو بعض احباب نے نوٹ کیا تھا۔ (افادہ عام کی خاطر ہم اس تقریر کو نذر قارئین الحق کررہے ہیں۔ (ادارہ)

الحمدلله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ . اما بعد فقد قال الله تبارک وتعالیٰ فی کلام المجید. اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اللّٰهُ يَحْكُمُ لَامُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (الایة) وقال رسول الله ﷺ العلماء ورثة الانبيا او قال عليه السلام

قابل احترام مشائخ عظام علماء کرام، گرامی قدر فضلاء وطلبہ اور میرے گاؤں زروبی کے غم واندوہ اور درد و کرب کے بیکراں سمندر میں ڈوبے ہوئے بزرگو اور بھائیو! آج ہم ایک عظیم سانحہ پر تعزیت کے لئے جمع ہیں، یہ بہت بڑا سانحہ ہے ایک داھیہ عظمیٰ اور واقعہ فاجعہ ہے گویا محشر کی گھڑی ہے۔ یہ سانحہ شیخ المشائخ استاذ العلماء فقیہ النفس رئیس الاتقیاء فرید الدھر عارف باللہ مفتی اعظم پاکستان پیر طریقت مرشد وقت حضرت العلامہ مفتی محمد فرید صاحب نوراللہ مرقدہ کے انتقال پرملال کا سانحہ ہے جس کی شدت نے ہمارے قلوب اور ہمارے دلوں کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ درحقیقت آپ کا یہ سانحہ ارتحال عالمگیر غم آفاقی درد اور جہانی ماتم کی حیثیت رکھتا ہے۔

محترم بھائیو! تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب ہلاکو چنگیز اور تاتاری فتنہ کی یلغار سے خلافت عباسیہ تہس نہس ہوگئی۔ خلیفہ مستعصم کے ساتھ جو دہشت انگیز اور وحشت ناک سلوک کیا گیا اس روداد کو سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے

ہو جاتے ہیں۔ عروس البلاد بغداد جو کہ خلافت عباسیہ کا دارالخلافہ تھا' اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور شہر کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں رواں دواں تھیں' گویا خون کا ایک سیلاب امڈ آیا تھا اس اندوہناک واقعہ سے متاثر ہو کر حکیم مشرق حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے ایک ایسا دلگداز مرثیہ لکھا تھا جس کی شدت کرب کو وہ خود بھی برداشت نہ کر سکا اور اس کے چند ہی دن بعد اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ اس دلگداز اور دردانگیز مرثیہ کا مطلع یہ ہے کہ

ے آسمان راحق بود گر خوں ببارد برزمین — برزوال ملک مستعصم امیر المومنین

یعنی آسمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلافت عباسیہ اور امیر المومنین مستعصم کی تاراجی وتباہی پر بجائے پانی برسانے کے خون کی بارش کرے۔ میں اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں موقع ومقام کی مناسبت سے کچھ تصرف کرتا ہوں اور وہ یوں کہ ے آسمان راحق بود گر خوں ببارد برزمین — بروفات مفتی اعظم رئیس المتقین

حضرت مفتی صاحب کے سانحہ ارتحال اور انتقال پر ملال کا یہ واقعہ فاجعہ اس داہیہ عظمٰی سے کم نہیں۔ درحقیقت ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ آپ کی وفات ملت اسلامیہ کے لئے کتنا بڑا نقصان ہے۔

میرے انتہائی قابل احترام بزرگو! یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے کہ انبیاء' صلحاء اولیاء اور اللہ کے نیک بندوں کے سانحہ ہائے ارتحال پر زمین بھی گریہ زن ہوتی ہے اور آسمان بھی نالہ کناں اور اشک ریز ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ **فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین** یعنی (فرعون اور اس کے متبعین) نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو کچھ ڈھیل ملی۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں اولیاء وصلحا اور مشائخ وعلماء وغیرھم ان کی وفات پر آسمان بھی روتا ہے اور زمین بھی۔ آسمان کے رونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ اللہ کے نیک بندے مومن کے مرنے پر آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اس کی روزی اترتی تھی۔ یا جس دروازے سے اس کا عمل صالح اوپر چڑھتا تھا اور زمین کے رونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں وہ نماز پڑھتا تھا' ذکر و اذکار میں جس جگہ مشغول رہتا' وہ مسند ارشاد وہ مسند حدیث وہ مسند تدریس وہ تمام مقامات جہاں جہاں انہوں نے قدم رکھا ہو' نشست وبرخاست کی ہو' وہ تمام مقامات روتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ ہم اس سعادت سے محروم ہو گئے ہیں تو آج یہ منبر ومحراب مسجد کا وہ گوشہ جہاں حضرت مفتی صاحبؒ مراقبہ فرمایا کرتے تھے اور وہ حجرہ جہاں وہ مطالعہ فرمایا کرتے اور مہمانوں کے ساتھ ملاقات فرماتے تھے' وہ تمام زاویے آپ کی جدائی پر نوحہ کناں اور اشک ریز ہیں اس لئے میں نے عرض کیا

ے آسمان راحق بود گر خوں ببارد برزمین — بروفات مفتی اعظم رئیس المتقین

محترم بزرگو! ہمارے حضرت مفتی اعظمؒ کی شخصیت جامع الصفات تھی' ہم آپ کی کس کس صفت کا تذکرہ کریں۔ آپ کی مفسرانہ شان وشکوہ سے گفتگو کریں' محدثانہ جاہ وجلال پر روشنی ڈالیں' فقیہانہ بصیرت سے بحث کریں۔ آپ کے

اجتہادی رنگ کو دیکھیں، احسان وسلوک اور تصوف میں آپ کے ارفع مقام پر نظر دوڑائیں، جملہ علوم (خواہ وہ عقلیہ ہوں یا نقلیہ) وفنون میں آپ کی عبقریت ومہارت کا تجزیہ کریں۔ الغرض آپکی ذات ان تمام صفات کی جامع شخصیت تھی۔

میرے بھائیو! میں دیکھ رہا ہوں کہ تین دن سے غمزدہ احباب اور تعزیت کے لئے آنے والے ارباب سلوک واہل علم آپ کے مناقب وفضائل اور مفاخر ومحاسن بیان کررہے ہیں اور اپنے جذبات محبت وخلوص اور احساسات کا اظہار کررہے ہیں لیکن میرے خیال میں آپ کی جامع شخصیت کی صفات کے لاکھویں حصے کا بھی حق ادا نہیں ہوا ہے اور ویسے بھی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

ے　زوصف ناتمام ما جمال یار مستغنی ست　　بآب ورنگ وخال وخطہ چہ حاجت روئے زیبارا

آپ کی ذات بابرکات کی مثال ایک ہشت پہلو ہیرہ جیسی ہے، جس کا ہر پہلو انتہائی جاندار وشاندار توانا وتابناک قوی اور مضبوط ہے کہ مجھ جیسے طفیل مکتب کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان پہلوؤں میں سے کسی ایک پر لب کشائی کرے، اور یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ آپ کی ذات کو ایسی صفات کا حامل بنایا، تو میں عرض کررہا تھا کہ آپ کی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر روشن ہے کہ عقل انسانی اس پر انگشت بدنداں رہ جاتی ہے اس لئے میں حیران ہوں کہ آپ کے اوصاف کے کس پہلو سے ایک ناتمام ومختصر گفتگو کا آغاز کروں

ے　فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر　　ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

محترم بھائیو! آپ کی محدثانہ جلالت شان تو آپ کی تصنیف کردہ کتابوں سے عیاں ہے، ترمذی شریف کی آفاقی شرح منہاج السنن اور شرح مقدمہ مسلم شریف سے آپ کی محدثانہ نابغیت کا اندازہ ہوتا ہے، ہمارے دورہ حدیث کے دوران صحاح ستہ کی یہ کتابیں سنن ابی داؤد شریف اور بخاری شریف آپ کے زیر درس رہیں۔ انتہائی پُر اثر انداز میں آپ ہماری ذہنی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تشریح فرماتے۔ یہ میں اس لئے ذکر کررہا ہوں کہ ہماری ذہنی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیونکہ اگر آپ اپنی علمیت کے حوالے سے بحث فرماتے تو آپ کو معلوم ہے کہ وہ تو علم کے بحر ذخار بحر مواج اور دریائے ناپید اکنار تھے۔ ہمارے قاصر ذہن کب اس کا ادراک کرسکتے تھے۔ حدیث کے متعلق بحث کے بعد آپ اپنے فقیہانہ رنگ میں آجاتے کیونکہ آپ کا درس محدثانہ فقیہانہ امتزاج کا حامل ہوتا تھا۔ تو جب حدیث سے مسائل کا استنباط اور استخراج شروع فرماتے۔ اس وقت یوں محسوس ہوتا تھا گویا وقت کا امام اعظم ہمارے سامنے موجود ہے بعض اوقات آپ فرماتے کہ فلاں مسئلہ کا استنباط اس حدیث سے ہوا ہے جبکہ بظاہر ان کے درمیان کوئی ربط یا تعلق موجود دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن جب آپ اس کی وضاحت شروع فرماتے اور الفاظ حدیث کا تجزیہ فرماتے تو ہم اپنی حیرت پر خود حیرت زدہ ہوجاتے کہ اس مسئلہ اور حدیث کے درمیان تو ربط وتعلق بالکل واضح ہے۔

جلالین شریف کا پہلا حصہ ہمیں آپ پڑھاتے تھے، ایسے ایسے تفسیری نکات ولطائف ذکر فرماتے کہ بے

اختیار دل سے ان کی درازی عمر کے لئے دعائیں نکلتیں، علم نحو کی مشہور منتہی کتاب شرح ملا جامیؒ آپ بہت ذوق وشوق اور جوش وجذبے سے پڑھاتے اس میں آپ نکتہ آفرینیوں کے انبار لگا دیتے' ایک دفعہ ہم چند ساتھیوں نے جرأت کر کے آپ سے استفسار کیا کہ آپ جو نکات بیان فرما رہے ہیں۔ان کی ماخذ اور مرجع کیا ہے تو آپ نے مشفقانہ تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ یہ صدوری نکتے ہیں سطوری نہیں' یعنی یہ نکتے ہم کو اپنے مشائخ سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوئے ہیں' یہ جواہر ریزے آپ کو کتابوں میں نہیں ملیں گے۔

محترم بھائیو! آپ کی یہ زندہ کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے وقت میں بہت ہی وسعت پیدا کی تھی' باوجود کثرت مشاغل کے آپ کی زیر درس جو کتابیں ہوتیں' وہ بروقت اختتام کو پہنچ جاتیں' ابتدائے تعلیمی سال سے لے کر آخر سال تک آپ کا ایک ہی انداز تدریس تھا' دیگر مدرسین کی عام روش کے مطابق کہ اختتام سال میں رات دن کتابوں کی پڑھائی میں مصروف رہتے ہیں۔آپ نے کبھی اضافی وقت نہیں لیا اور اس پر طرہ یہ کہ آپ ہفتہ میں دو بار گاؤں زروبی تشریف لے جاتے' حالانکہ اس وقت سڑکیں بھی کچی تھیں اور ذرائع آمدورفت کی بھی فراوانی نہ تھی جیسا کہ آج کل ہے اس کے باوجود آپ کا درس چونکہ پہلے گھنٹہ سے شروع ہو جاتا' آپ اس کے لئے بالکل وقت پر پہنچتے تھے سبق میں ناغہ کرنا آپ کی لغت میں نہ تھا۔

ایک دفعہ ہفتہ کے دن بندہ بھی اکوڑہ آرہا تھا اور حضرت مفتی صاحب بھی چونکہ گاڑی ہمارے گھر کے قریب سواریوں کے انتظار میں کھڑی ہوئی تھی تو اکثر میں جب گھر سے نکل کر بڑے راستے پر آتا تو مفتی صاحب یا دس قدم آگے ہوتے یا پیچھے' پھر ہم اکٹھے گاڑی تک جاتے' ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں جب گھر سے نکلا' بوندا باندی ہو رہی تھی' اتنے ئیں مفتی صاحب کو بھی دیکھا کہ وہ بھی تشریف لا رہے ہیں' ہم دونوں جب گاڑی کی جگہ پر پہنچے تو گاڑی موجود نہ تھی اور بارش بھی موسلا دھار شروع ہو گئی۔پانی زیادہ آگیا' ایک دوکان کے برآمدے میں ہم کھڑے تھے' وہاں دو بلاک پڑے تھے' ایک بلاک پر مفتی صاحب کھڑے ہو گئے اور دوسرے پر مجھے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔میں نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ آج شاید گاڑی والے نے بارش کی وجہ سے چھٹی کی ہو' اس قریبی مسجد میں تشریف لائیں' وہاں بیٹھیں گے' میں چائے لاؤں گا اور اکٹھے پیئیں گے۔مفتی صاحب نے فرمایا پشتو میں کہ ہر ہادے مہ کوہ یعنی مزاحا فرمایا کہ فضول باتیں مت کرو۔یہاں کھڑے رہو پھر دو تین منٹ بعد بارش ذرا تھم گئی۔مجھے فرمایا کہ او اڈہ (سوزوکی' ڈاٹسن یا تانگے وغیرے جہاں موجود ہوتے) کو جائیں' جب وہاں گئے تو وہاں بھی ہو کا عالم تھا۔میں نے پھر عرض کیا: یہاں بھی تو کوئی سواری نہیں۔آپ خاموش رہے۔ایک دو منٹ کے بعد جہانگیرہ سے ایک ویگن آئی اس میں ہمارے گاؤں کے کچھ لوگ کراچی سے آئے تھے' گاڑی والے نے کہا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ اکوڑہ خٹک۔ڈرائیور نے کہا آپ یہاں کھڑے رہیں میں جلدی واپس آتا ہوں آپ کو سیدھا جہانگیرہ پہنچاؤں گا۔کیونکہ میں بکنگ کے لئے

جاتا ہوں' وہ آئے ہم اس میں بیٹھ گئے اس نے جہانگیرہ تک ایک بھی سواری نہیں بٹھائی۔ اور جہانگیرہ پہنچا دیا۔ پھر دوسری گاڑی میں بیٹھ کر اکوڑہ پہنچے اور کمال یہ کہ ہم گاؤں والے گاڑی کے وقت سے دس منٹ پہلے پہنچ گئے۔ اپنے گھر کی طرف جاتے وقت مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا اب جاؤ اور آرام سے چائے پی لو۔

میرے محترم بزرگو! یہ آپ کی وقت کی پابندی کا حال تھا کہ ہجوم مشاغل کے باوجود آپ اپنے کام بروقت مکمل فرماتے' ہجوم مشاغل اس طرح کہ آپ فجر کی نماز کے بعد اپنے مسترشدین کے ساتھ مراقبہ فرماتے' اس کے بعد اسباق پڑھاتے' پھر دارالافتاء تشریف لے جاتے' وہاں ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے استفتاءات کے جوابات تحریر فرماتے۔ اکثر مستفتین زبانی سوالات پوچھتے ان کی طرف توجہ دیتے۔ پھر تصنیف وتالیف کے لئے وقت نکالتے' اسی طرح دعوت وارشاد کا بھی سلسلہ جاری رہتا' جلوس اور محافل وعظ میں شرکت کیلئے تشریف لے جاتے اور لوگوں کو اتباع سنت کی تلقین فرماتے۔

محترم بزرگو ۱۹۹۴ء میں آپ پر فجر کی نماز میں فالج کا شدید حملہ ہوا اور ۱۵ سال تک اسی بیماری میں گزارے' لیکن اس دوران آپ کی استقامت دیدنی تھی۔ آپ رضاء بالقضا کی ایک مجسم تصویر تھے۔ بظاہر جو آپ کی زبان بند تھی' یہ بھی آپکے کمال پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جب اللہ کا کوئی برگزیدہ بندہ اس کی اطاعت میں شب وروز مشغول رہتا ہو اس کے دل میں خشیت الٰہی رچ بس گئی ہو' مکمل متبع رسول ہو اور اطاعت سنت نبوی ﷺ کا اہتمام کرتا ہو' تو اس کو مقام قرب نصیب ہوتا ہے اس پر اسرار اور رموز کے انکشاف کے دروازے کھل جاتے ہیں' اس کیلئے حجابات اٹھائے جاتے ہیں۔

اٹھتے ہیں حجاب آخر کرتے ہیں خطاب آخر — افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

اللہ کریم کی طرف سے ان پر خصوصی افضال وانعام کا نزول ہوتا ہے چونکہ یہ تو خاصان خدا ہوتے ہیں یہ حضرات ان اسرار ورموز کے کشف کو برداشت کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ یہ برگزیدہ ہستیاں ان اسرار ورموز کو ان حضرات کے سامنے فاش کریں' جن میں ان کے تحمل کی قوت نہ ہو' اسی وجہ سے بعض اوقات ان کی زبان بندی کی جاتی ہے' باقی رہا ذکر تو ان کا دل تو شب وروز ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے مرشد حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالمالک صاحب نقشبندیؒ یہ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی تھے اور ان کا کمال یہ تھا کہ پاکستان کے تمام بڑے بڑے شیوخ حدیث اور علماء آپ کے دست حق پرست پر بیعت تھے' میرے والد محترم امام المتکلمین صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم صاحب قدس سرہ امیر المومنین فی الحدیث شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد فرید صاحب جیسی شخصیات آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھیں' اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ آپ کس پایہ کے بزرگ تھے' جب آپ کا انتقال ہوا تو انتقال کے بعد بھی آپ کا دل دھڑکتا تھا۔ ڈاکٹرز حیران تھے' انہوں نے کہا کہ ہم ڈیتھ سرٹیفکیٹ اس حالت میں نہیں دے سکتے۔ علماء جو اس وقت موجود تھے انہوں نے ڈاکٹروں کو کہا کہ آپ اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ آپ ہر سال

دار العلوم حقانیہ تشریف لاتے تو آپ کے تمام خلفاء ومجازین اور مریدین ومسترشدین حقانیہ میں جمع ہوتے اور دو تین دن تک مراقبوں اور روحانی مجالس کی پر رونق بہاریں ہوتیں۔

اپنے شیخ خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی آپ سے ازحد محبت تھی' اور آپ کی رائے کو ترجیحی بنیادوں پر لیتے' ایک دفعہ حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ مردان میں حضرت صدیقی صاحبؒ کے خلفاء کا اجتماع تھا' آپ بھی تشریف لائے تھے' حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلفاء کو فرمایا جو کہ تمام بڑے بزرگ اور عالم تھے کہ میں آپ کے سامنے نماز پڑھتا ہوں' آپ میرے قیام وقعود اور رکوع وسجود کا بغور مشاہدہ کریں کہ میری نماز سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ جب آپ نے نماز پڑھی تو اپنے خلفاء کے حلقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ میری نماز سنت کے مطابق ہے یا نہیں' تمام خلفاء نے جواب دیا حضرت بالکل سنت کے موافق ہے' پھر حضرت نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا کہ آپ بتائیں' تو میں نے عرض کیا کہ حضرت قیام کے دوران آپ کے دونوں پاؤں کے درمیان کا فاصلہ سنت کے مطابق نہیں' پھر میں نے ان کو صحیح فاصلہ بتایا اس پر آپ نے خوشی کا ظہار فرمایا۔ لیکن دوسرے خلفاء پر برہم ہوئے کہ آپ نے میری نماز کا صحیح مشاہدہ نہیں کیا۔

دار العلوم حقانیہ میں ہم اور حضرت مفتی صاحبؒ (اب ان کو رحمہ اللہ کہتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے) ایک دوسرے کی ہمسائیگی میں رہتے تھے' گرمیوں کے موسم میں آپ تہجد گھر کے صحن میں پڑھتے تھے' اسکے بعد آپ ذکر واذکار اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوجاتے۔ اکثر اوقات ہم انکی پرسوز آواز کو سنتے اور اس اثر آفرینی کا عجیب عالم ہوتا۔

محترم بزرگو! جو شخص اپنے مرشد کا محبوب ہوتا ہے اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبوبیت پیدا کرتے ہیں' آپ روزانہ مشاہدہ کرتے تھے' میرے گاؤں والو کو دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کی زیارت کیلئے سفر کی مشکلات اور صعوبتیں برداشت کرکے آتے اور آپ نے نماز جنازہ کا عالم بھی دیکھا۔ کتنا عظیم جنازہ تھا اور یہ آپ کو بتاؤں کہ دو تہائی لوگ رش اور راستوں کی بندش کی وجہ سے جنازہ میں شرکت سے محروم رہے' یہ ان کی محبوبیت کا عالم تھا۔ ہر شخص کو معلوم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے یہ اپنے وقت کا بہت بڑا ولی ہے اس کی نماز جنازہ میں شرکت ہر آدمی اپنے لئے باعث سعادت اور لائق نجات اخروی سمجھتا تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں سے سنا کہ یہ موت قابل صد رشک ہے کاش ہماری موت بھی ایسی ہو۔

وہ سر کھولے ہماری لاش پر دیوانہ وار آئے اسی کو موت کہتے ہیں تو یا رب بار بار آئے

اے میرے محبوب شیخ! اے میرے محسن! اے میرے مربی! ایک دنیا آپ کی زیارت کے لئے آئی ہے ایک عالم آپ کی دید کا مشتاق ہے' آپ کس طرف جا رہے ہیں آپ کی تماشا گاہ کونسی ہے

اے تماشہ گاہ عالم روئے تو تو کجا بہر تماشا میروی

محترم بزرگو! میں تو گویا ان کی گود میں پلا ہوں' اکثر میرے ساتھ لطیف مزاح فرمایا کرتے' یہ تو آپ کی شفقت تھی'

مہربانی تھی اور لطف وکرم تھا' تو اسی شفقت نے ہمیں ایک گونہ گستاخ بنایا۔ اسی وجہ سے کبھی کبھی آپ کے ساتھ بے تکلفی کا ارتکاب کرتا' عید الاضحیٰ کے موقع پر کافی دنوں کے بعد بندہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا (چونکہ بندہ شوگر کا مریض ہے اور اسی وجہ سے بائیں ٹانگ کی دو انگلیاں کٹوائی گئی ہیں) بندہ کو عصا کے سہارے آتا دیکھ کر تبسم فرمایا' بہت شفقت کے ساتھ اپنا ہاتھ مبارک ملانے کے لئے آگے کیا۔ بندہ نے دست بوسی کی۔ پھر میری طرف توجہ کئے ہوئے مسکرا رہے ہیں' بندہ بھی ان کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ بار بار دیکھ رہے ہیں اور تبسم فرمارہے ہیں' پھر اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ رکھا' پھر تبسم فرمانے لگے' ان کو میری استعجابی کیفیت معلوم ہوئی تو انتہائی تکلیف سے زبان کو زور دیتے ہوئے فرمایا ہوڈا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا یعنی تم تو بوڑھے ہوگئے ہو۔ آپ کی داڑھی سفید ہوگئی ہے تو بندہ نے عرض کیا جی سواری گرتے ہیں' یعنی جوان بوڑھے ہوجاتے ہیں۔ مفتی صاحب اس وقت انتہائی ہشاش بشاش تھے میں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ سے نوازیں۔ آپ کو دوبارہ جوانی نصیب ہو' آپ کی داڑھی مبارک پھر سے سیاہ ہوجائے اور آپ پھر سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائیں اور ایوان شریعت ہال میں ہم آپ کے سامنے زانوئے تلمذیۃ کرتے ہوئے آپ ہمیں ترمذی اور بخاری شریف کا درس دیں۔ اس پر بہت دیر تک معصومانہ انداز میں تبسم فرماتے رہے' پھر اسکے بعد آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے' یہ منظر دیکھ کر دل میں انتہائی شرمندگی محسوس کی' لیکن مفتی صاحب نے دوبارہ تبسمانہ انداز میں متوجہ ہوئے اور دعائیں دے کر ہمیں رخصت کیا۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو! قسمت کی بات ہے گزشتہ بدھ بتاریخ ۶ جولائی بندہ اپنے چند تلامذہ سمیت بیمار پرسی کے لئے اکوڑہ خٹک سے آیا۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ آپ گھر تشریف لے گئے ہیں' انتہائی مایوسی ہوئی کہ اب تو ملاقات شاید نہ ہوسکے لیکن ہماری خوش نصیبی تھی کہ آپ کو جب اطلاع ہوئی تو کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیٹھک کو لائے گئے۔ دوستوں نے کہا کہ حضرت کو تکلیف ہے' ہم نے عرض کیا کہ ہم صرف ایک جھلک دیکھیں گے' ہاتھ نہیں ملائیں گے لیکن جب ہم ان کے پاس گئے تو انتہائی محبت سے پیش آئے اور از خود ہاتھ مبارک ملانے کے لئے اٹھایا۔ بندہ نے دست بوسی کی سعادت حاصل کی' پھر بندہ کی ناک پر اپنی انگلی رکھ لی پھر اشارہ سے پوچھا کیسے ہو؟ میں نے عرض کیا ٹھیک ہوں' اللہ کا کرم اور آپکی دعائیں ہیں۔ پھر بندہ نے عرض کیا آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو آپ نے نفی میں ہاتھ مبارک ہلایا اور پیٹ کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھیک نہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت دوائی استعمال کرتے ہیں یا نہیں۔ تو سختی سے نفی میں ہاتھ ہلائے اس کے بعد آپ نے واپس گھر جانے کا اشارہ کیا اور ویل چیئر کے ذریعہ گھر لے جائے گئے۔ کیا خبر تھی کہ یہ اُن کے ساتھ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد جدائی اور ہجر کا ایک طویل سفر شروع ہوگا۔ اے ہمارے شیخ' آپ تنہا نہیں جارہے آپ کے ساتھ ہماری محبتیں جارہی ہیں' ہماری عقیدتیں جارہی ہیں' ہمارے آنسو جارہے ہیں۔

تانہ پنداری کہ تنہا می روی — دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست

اللہ آپ کو ارفع و اعلیٰ مقامات سے نوازیں اور آپ کی تربت پر سدا رحمتوں کا نزول ہو۔

میرے محترم بزرگو اور غمزدہ بھائیو! حضرت مفتی اعظمؒ کے سانحہ ارتحال پر غم واندوہ کا ایک کوہ گراں ہمارے سروں پر آ گرا یہ ایسا عظیم غم ہے کہ ہم اس کو تنہا برداشت نہیں کر سکتے تھے بلکہ اگر اس غم کا نزول پہاڑ پر ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان لاکھوں افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے' جنہوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور آپ تمام حضرات کو جو ملک کے کونے کونے سے تعزیت کے لئے تشریف لائے ہیں' بہترین اجر سے نوازے کہ آپ نے ہمارے ساتھ اس غم میں شریک ہو کر ہمارے غمزدہ قلوب کے لئے تسلی وتشفی کا سامان مہیا کر دیا۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

وائے قطعات بسنہ وفات شیخؒ

۲۰۱۱ء

از: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

اٹھ گئے دنیا سے اُف وہ مفتی اعظم فرید
وہ رئیس الاتقیاء وہ مرد حق فرد وحید
سال رحلت میں کیا فانی جو میں نے فکر وغور
غیب سے آئی صدا اوّاہ مغفور الحمید

۱۴۳۲ھ

ہمہ جا بپا ہے نوحہ وماتم
یہ جو بہ وفات شاہد عالم
ایں صدا بفانی آمدہ زغیبے
اُفا بہ فراق مفتی اعظم

۱۴۳۲ھ

پیکر محبت اہل دل
وائے بروفات شیخ ما

ہو گئے جہاں سے رخصت اب
ہائے برفراق حضرت اب

۱۴۳۲ھ

نعی الناعی بموت الفرد أفّاً

ابیات فی رثاء شیخ المشائخ استاذ العلماء المفتی الاعظم فقیہ النفس العارف باللہ العلامہ محمد فرید نوراللہ مرقدہ وقدس اللہ سرہ

الحافظ محمد ابراھیم الفانی . المدرس بجامعۃ دارالعلوم الحقانیۃ اکورہ خٹک

نَعَی النَّاعِی بِمَوتِ الْفَرْدِ أُفّاً فَرِیدُ وَافِیُ لِلْعَهْدِ أُفّاً

موت کی خبر دینے والے نے ایک ایسی شخصیت کی وفات کی اطلاع دی جو کہ (اپنے اوصاف وکمالات کے لحاظ سے) منفرد تھا' اور اس نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا میں اس عظیم حادثہ پر افسوس کرتا ہوں۔

فَهِیمُ عَالِمُ حِبْرُ ذَکِیّ لِدَمْغِ الْکُفْرِ مِثْلُ السَّدِّ أُفّاً

وہ فرد فرید بہت ہی صاحب فہم وذکاء اور بہت بڑے عالم تھے اور کفر کے مقابلے میں سد سکندری کی مانند رہے اسلئے یہ واقعہ بہت (حسرتناک) ہے اور میں اس پر افسوس کرتا ہوں۔

مُفَسِّرِ وَقتِه شَیخُ الْحدِیثْ شَهِیرٌ فِی احْتِمَالِ الْکَدِّ أُفّاً

وہ اپنے وقت کے مفسر قرآن اور شیخ الحدیث تھے اور (دینی علوم کی ترویج وتدریس میں) انتہائی محنت' کوشش اور مشقت برداشت کرنے والے سے مشہور رہے۔

بُخَارِی عَصْرِه رَازِیُ زَمَانٍ بِلا رَیبٍ بِغَیرِ الرَّدِّ أُفّاً

وہ امام بخاری عصر اور امام رازی زمان تھے' اس بات میں کوئی شک نہیں اور یہ بات بلا تردد اور بغیر کسی رد وقدح کے کہی جاسکتی ہے۔

فَقِیهٌ عَارِفٌ مُفْتٍ جَلِیلٌ هُوَ الْقَائِمُ مَقَامَ الْجُهْدِ أُفّاً

وہ فقیہ عارف (کامل) اور جلیل القدر مفتی اور (اس کے ساتھ) اجتہاد کے مقام اور مرتبہ پر فائز رہے

شَفِیقٌ مُشْفِقٌ شَیخُ السُّلُوكِ وَهَادِی النَّاسِ عَینُ الْوُدِّ أُفّاً

وہ بہت ہی شفیق مہربان اور تصوف وسلوک کے شیخ تھے وہ لوگوں کے رہبر اور سرچشمہ محبت تھے۔

مَلَاذُ الْقَومِ أُستَاذُ الْمَشَائِخ وَوَالِینَا وَلِیُّ الرُّشْدِ أُفّاً

وہ قوم کا مرجع وماویٰ اور مشائخ کے استاد تھے۔ وہ ہمارے والی اور رشد وہدایت والے تھے

اَمِینُ اللّٰـہ سُلطَانُ الاَفَاضِلِ		وَذُوحُسنٍ سَعِیدُ الجَدِّ اُفّاً

وہ (اس زمین پر) اللہ کے امین اور فضلاء کے سلطان اور بادشاہ تھے۔ صاحب حسن اور باسعادت بخت اور قسمت والے تھے۔

هُـوالسَّبَّاقُ فِی مِیدَانِ عِلمٍ		وَحِیدٌ بَارِعُ فِی المَجُدِّ اُفّاً

وہ میدان علم میں سب پر سبقت لے جانے والے اور (اپنے عمل وفضل کے حوالے سے) یکتا مجد وشرف اور بزرگی میں باکمال تھے۔

وَسِیعُ الحِلمِ رَاسُ الاَتقِیَاءِ		بِاَوصَافٍ عَدِیمُ الحَدِّ اُفّاً

وہ انتہائی بردبار متقی اور پرہیز گار بزرگوں کے رئیس تھے' آپ کے اوصاف کمال کی کوئی حد اور انتہا نہ تھی

بِبَاکِستَانَ لَیسَ لَـهُ نَظِیرٌ		وَلَاثَـانٍ لَـهُ فِی الهِندِ اُفّاً

پاکستان میں (بلحاظ تقویٰ وعلم) آپ کی کوئی نظیر نہ تھی اور نہ ہندوستان میں آپ کا کوئی ثانی موجود تھا۔

دُمُوعُ الهِجرُ تَسکُبُ مِن عُیُونٍ		فَوَا اَسَفَـا بِنَارِ الوُجدِ اُفّاً

تمام لوگوں کی آنکھوں سے آپکی جدائی اور ہجر پر آنسو جاری ہیں۔ اس سوزش غم اور آتش فراق پر افسوس ہے۔

فَیَومُ وَفَاتِـهِ یَومُ القِیَامَـهِ		وَیَومُ الحَشرِ یَومُ البُعدِ اُفّاً

آپکی وفات کا دن (گویا) قیامت کا دن ہے۔ اور آپکی جدائی اور ہم سے دوری کا دن یوم الحشر ہے۔

فَفِی الاَکنَافِ ضَجٌّ وَاضطِرَابٌ		بِفَوتِ النَّجمِ نَجمُ السَّعدِ اُفّاً

تمام اطراف (عالم) میں شور (ماتم) بپا ہے اور ہر طرف اضطراب و پریشانی کا عالم ہے۔ اس ستارے کے غروب (فوت) ہونے پر جو کہ بلند قسمتی اور خوش بختی کا ستارہ تھا۔ (اس شعر میں اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے العلماء نجوم الارض یعنی علماء زمین کے ستارے ہیں)

وَتَبکِی قَریَتِی حُزنـاً وَغَمّاً		زَرُوبِینَا بِهٰذَا الفَقدِ اُفّاً

اور میرا قصبہ یعنی ہمارا زروبی آپ (حضرت مفتی صاحبؒ) کی جدائی اور ہم سے گم ہونے پر غم اور حزن کی وجہ سے گریہ کناں ہے۔

اَنَا المَحرُوقُ فَانٍ فِی الفِرَاقِ		وَشَیخِی فِی نَعِیمِ الخُلدِ اُفّاً

میں فانی آتش فراق میں جل رہا ہوں اور میرا شیخ (اور استاذ) جنت میں اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ مجھے اپنی اس حالت پر افسوس ہے۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

وہ فرید الدھر زیب بزمِ درویشاں گئے

بیادِ فقیہ العصر مرشدِ وقت شیخ المشائخ مفتی اعظم شیخ الحدیث
حضرت مولانا **مفتی محمد فرید** صاحب قدس سرہ
سابق رئیس دارالافتاء و شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اس جہانِ فانی سے اُف مفتیٔ دوراں گئے ۔۔۔ اک فقیہ النفس واللہ مرشد ذیشاں گئے
ان کی علمیت کا شہرہ چارسو عالم میں تھا ۔۔۔ باادائے ناز سوئے جنتِ رضواں گئے
زینتِ محراب ومنبر وجہ حسنِ خانقاہ ۔۔۔ وہ فرید الدھر زیب بزم درویشاں گئے
میکدۂ معرفت ان کا تھا دائم پرخمار ۔۔۔ آہ وہ ساقی وہ مستِ بادۂ عرفاں گئے
واقفِ اسرارِ قرآں جامع جملہ علوم ۔۔۔ آسمانِ آگہی کے نیر تاباں گئے
اک محدث بے بدل تھے فقہ میں تھے مجتہد ۔۔۔ قطب وقت و عکس فقرِ بوذر وسلمان گئے
رب نے بخشا تھا انہیں اعلیٰ مقامِ قربِ خویش ۔۔۔ کی دلوں پر بادشاہی ہائے وہ سلطاں گئے
مذہب نعماں پہ تھا ان کا تصلب بے مثال ۔۔۔ افتخارِ نقشبندی سلسلہ اے جاں گئے
استقامت کا ہمالہ صاحبِ عزم وکمال ۔۔۔ ہر طرف ماتم بپا وہ آیۂ رحماں گئے
منبع رشد و ہدیٰ زہد وتقیٰ علم وعمل ۔۔۔ شاہدِ زیبا وہ رشک سطوتِ شاہاں گئے
تھا امام الزاہدیں شیخ المشائخ بالیقین ۔۔۔ داغ فرقت دے کے ہم کو شہر خاموشاں گئے
عبقریت جن کی تھی واللہ نمایاں مثلِ شمس ۔۔۔ کاخِ خاکی سے خدایا وہ عظیم انساں گئے
حضرتِ[1] غورغشتویؒ کے خاص تلمیذ فرید ۔۔۔ خواجہ[2] پنجاب کے ارشد تریں ''جاناں'' گئے
جاری وساری ہے کل عالم میں ان کا سیلِ فیض ۔۔۔ عالمِ ناسوت سے وہ چشمۂ حیواں گئے
لائق صد تعزیت ہم سب ہیں مولانا سمیع ۔۔۔ حسرتا قدسی صفت تھے وہ شہِ میراں گئے
ان کی تربت پر ہو فانی رحمتِ حق کا نزول ۔۔۔ وہ ہمارے درمیاں سے نعمتِ یزداں گئے

---

[1] شاہ ولی اللہ سرحد شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہ [2] شیخ المشائخ خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ خانیوال

مولانا محمد سمعان خلیفہ ندوی *

ازواجِ مطہرات قرآن کریم کے آئینے میں

خالق کائنات نے اپنے سب سے عظیم پیغامبر اور سب سے آخری رسول کے ازدواجی سفر کے لیے جن رفقائے حیات کا انتخاب کیا تھا ان کے کردار کی عظمت کی گواہی خود کتابِ ازل میں ثبت کردی، ان کے دامانِ قلب ونگاہ کی پاکی اور ان کے اخلاق وکردار کی پاکیزگی کو قرآن کریم نے سند عطا کردی: ﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾۔ ان کے لیے راہِ عمل بھی پہلے ہی تجویز کردی گئی تھی؛

﴿إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحاً جَمِيلاً وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْراً عَظِيماً﴾ (اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب وزینت کی دلدادہ ہو تو آؤ تمھیں کچھ دے دلا کر رخصت کردوں اور اگر تمھیں اللہ اور اس کے رسول کی خوشی منظور ہے اور حیات اخروی (کی کامیابی) تو بلاشبہ تم میں جو کردار کا حسن رکھنے والی بیبیاں ہیں ان کے لیے اللہ عزوجل نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے)۔

جن اوصاف وکمالات سے اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کی ازواج مطہرات کو دیکھنا چاہا ہے یا بالفاظ دیگر قرآن کریم کی آیات کے بین السطور میں ازواج مطہرات کی جو تصویر جھلکتی ہے وہ کچھ اس طرح ہے:

''مطیع فرمان- مزاج یار پر سر تسلیم خم کردینے والی- وفاکیش- اطاعت شعار- نیک کردار- راست گفتار- عصمت مآب- پاک دل وپاک باز- اعتراف قصور کرنے والی- درگاہِ الٰہی میں عجز ونیاز کرنے والی- حرف شکایت زبان پر نہ لانے والی- صبر جمیل کو شیوہ بنانے والی- راہِ خدا میں دل وجان فدا کرنے والی، دل کھول کر صدقات وخیرات کرنے والی- سچائی کی خوگر- تسلیم ورضا کی پیکر- دل خشیت الٰہی سے لبریز- زبان ذکر الٰہی میں تر- دن روزوں سے معمور اور

---

* رفیق دار عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی، یوپی

راتیں عبادت سے آباد''۔

ایک طرف ''اُمہات المؤمنین'' (وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ) کہہ کرامت کو ازواج رسول (ﷺ) کے مقام سے آگاہ کیا گیا اور خبردار کیا گیا کہ

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾

''تمھارے لیے یہ جائز نہیں کہ رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ ہی کبھی ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کرو، یقیناً اللہ کے نزدیک یہ (جرم) بڑا ہوگا''۔

دوسری طرف خود ازواج مطہرات کو تنبیہ کی گئی کہ ''اے نبی کی بیویو! تم (دنیا کی دوسری) عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تمھارے دلوں میں تقویٰ ہے تو (مردوں سے) گفتگو کے وقت نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو کہ اس سے اس شخص کو جس کے دل میں روگ ہے، تمھارے اندر دلچسپی پیدا ہوگی، اور (دیکھو!) بات درست ہی کرنا، اور (ہاں!) اپنے گھروں ہی میں سکون کے ساتھ بیٹھی رہنا، زمانۂ جاہلیت کے بناؤ سنگار کی طرح بناؤ سنگار کر کے مت نکلنا، نماز کی پابندی رکھنا، زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام رکھنا، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا، (ان ہدایات اور تعلیمات سے) اللہ تعالیٰ کی منشا بس یہی ہے کہ تم ''اہل بیت'' (خانوادۂ نبوت) سے گندگی کو دور رکھے اور تمھیں پاک سے پاکیزہ تر بنائے''۔

یہ ہے وہ گائیڈ لائن جو ازواج مطہرات کو دی گئی اور انھیں امت کے لیے اعلیٰ نمونہ اور مثالی کردار بنایا گیا، آج امت کی بیٹیوں، بہنوں کے لیے ازواج مطہرات کی ہستیاں تو نگاہوں سے مستور ہیں مگر ان کے نقش قدم موجود ہیں، اگر حوا کی بیٹیاں آج چاہتی ہیں کہ حیات دنیوی واخروی کی کامرانیاں وکامیابیاں ان کا مقدر بنیں، آلائشوں اور گندگیوں سے ان کا دامن پاک ہو، پاک سے پاکیزہ تر بنیں، اور اجر عظیم ان کے نصیب میں آئے تو انھیں اُمہات المؤمنین کی کنیزی اور عائشہ طاہرہ کی چاکری اختیار کرنی پڑے گی، اور ازواج مطہرات کی مثالی زندگیوں سے اکتساب نور کرنا پڑے گا۔

ازواج مطہرات کی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ نے آئیڈیل بتایا، ان کے کردار کو مثالی بنایا؛

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(اللہ کے رسول میں تمھارے لیے بہترین قابل عمل نمونہ موجود ہے)۔

ازواج مطہرات میں مختلف طبقات، مختلف قبائل، مختلف ماحول، مختلف طبیعتوں کی بلکہ مختلف عمروں کی نمائندگی بھی نظر آتی ہے، اور یہ سب خلاقِ عالم کی حکمت بالغہ کا کرشمہ ہے، مختلف عمروں کی اس نمائندگی میں پتہ نہیں کتنی حکمتیں پروردگار کی طرف سے پوشیدہ ہیں، انسان عاجز اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا، جہاں بہت ساری حکمتیں ہوسکتی ہیں

وہیں شاید ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے ملت کے مختلف طبقات کو زندگی کی تاریک راہوں میں علم وعمل کی روشنی دکھائی گئی ہے، خدیجۃ الکبریٰؓ کی زندگی ایک طرف سرمایہ دار خواتین کے لیے نمونہ ہے تو دوسری طرف شوہر دیدہ اور عمر رسیدہ خواتین کے لیے مثالی ہے، عائشہ طہریٰ کی حیات مطہرہ جہاں علم وفضل کی طالبات کے لیے مینارۂ نور ہے، وہیں ایک کامیاب ازدواجی زندگی کے سفر کے لیے بھی مشعل راہ ہے، رئیس زادیوں کے لیے صفیہؓ کا نمونہ موجود ہے، باندیوں کے لیے ماریہؓ کی مثال موجود ہے، حفصہؓ، اُم حبیبہؓ اُم سلمہؓ، جویریہؓ، زینب بنت جحشؓ، سودہؓ، زینب اُم المساکینؓ؛ غرض گلشن رسول ﷺ کا ہر پھول خوب صورت اور ہر غنچہ حسین؛ ہر ایک کی زندگی امت کی ماؤں اور بہنوں کے لیے نمونہ ہے، اسی لیے ان کی تربیت ہی اس انداز سے کی گئی کہ انھیں دنیا جہاں کی خواتین کے لیے ''اُسوہ'' بننا تھا، کردار وعمل کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تنبیہ کی گئی، قرآن کریم کے صفحات اس پر شاہد ہیں کہ کتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ازواج مطہرات کی سرزنش کی گئی اور ان کی تادیب کی گئی؛ جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

''أَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبِيْ''

(میرے پروردگار نے مجھے خوبیوں کی تعلیم دی اور کتنی اچھی تعلیم دی)،

تو اس کا پرتو آپ کی ازواج مطہرات پر بھی پڑنا لازمی ہے۔

واقعۂ افک کے پس منظر میں بھی دیکھیں تو ازواج مطہرات کی شان کس قدر اونچی دکھائی دیتی ہے، رب رحیم کی طرف سے ازواج مطہرات کے لیے مغفرت اور رزق کریم، اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے اور ان کی پاکی وپاکیزگی پر زبان طعن کھولنے والے کے لیے دنیا وآخرت میں لعنت اور عذاب عظیم کا وعدہ ہے، ازواج مطہرات کی جن صفات کو اس تناظر میں نمایاں کیا گیا ہے وہ ہیں: ''اَلْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ'' ''المحصنات'' (دامان قلب ونگاہ جن کے پاک)، ''المومنات'' (ایمان ویقین سے لبریز جن کا اندرون) ''الغافلات'' (دنیا کے ہنگاموں سے جنھیں کوئی واسطہ نہیں، دنیا کے فیشنوں سے جنھیں کوئی لگاؤ نہیں)۔ آج ترقی وتہذیب کی علامت اس کو سمجھا جاتا ہے کہ دنیا جہاں کے ہنگاموں سے عورت باخبر رہے، نئے زمانے کے نئے فیشنوں سے اسے واسطہ رہے، لیکن خالق کائنات کی طرف سے زیر تذکرہ آیت کے بین السطور میں ان عورتوں کی تعریف ہو رہی ہے جو خانہ نشین ہوں، گھر کی زینت ہوں (نہ کہ بازار کی رونق)، ہنگامۂ عالم سے وہ بے خبر ہوں، جو بناؤ سنگار کریں تو اپنے سرتاج کے لیے، نہ کہ شمع محفل بننے کے لیے۔ ان صفات سے متصف خواتین کی عفت وعصمت پر کوئی حرف تہمت زبان پر لائے گا اس کے نصیب میں دنیا وآخرت میں رحمت خداوندی سے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں آئے گا، ہاں آخرت میں ضیافت کیلئے عذاب عظیم والیم تیار ہے۔

دوسری مجلس: مرتب خطیب اسلام: حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر

مجالس شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہ

28 جون 1959ء کو دارالعلوم حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل ورسک روڈ قطب وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا میاں محمد جان صاحبؒ کے مدرسہ میں دستار بندی کا جلسہ تھا۔ جلسہ تین دن جاری رہا۔ آخری دن جلسہ کے اختتام پر شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی قدس سرہ رات گزارنے کے لئے دارالعلوم حمایت الاسلام میں ٹھہرے۔ عشاء کے بعد بڑی کثیر تعداد میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے شاگرد، مریدین مسترشدین، معتقدین حضرت کے اردگرد بیٹھ گئے۔ حضرت کے نورانی چہرے کے دیدار میں محو تھے۔

ارشاد فرمایا: کہ جس طرح مقناطیس میں لوہے کو کھینچنے کا اثر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علماء حق اور اولیاء کرام کی صحبت میں اثر رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ:

گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تم پتھر کی طرح بے حس ہو کسی اہل دل کے پاس جب رہو گے تو موتی ہو جاؤ گے۔

ارشاد فرمایا: کہ علماء حق اور اولیاء اللہ پر حقیقت میں دنیا کی زینت ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ سے ملانے والے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ احقر کی طرف متوجہ ہوئے اور احقر سے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ نے علماء کرام کے بارے میں جو اشعار کہے ہیں وہ آپ کو یاد ہیں پھر فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم عبدالرحمٰن باباؒ کے اشعار بہت اچھے انداز میں ترنم اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہو۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت یہ سب آپ حضرات کی دعائیں ہیں، فرمایا کہ اچھا وہ اشعار سناؤ جس کے اول میں یہ آتا ہے، عالمان دی روخنائی ودے دنیا۔ احقر نے ترنم سے یہ اشعار سنائے۔

عالمان دی روخنائی ودے دنیا — عالمان دی د تمام جہان پیشوا
کہ سوک لار غواڑی وخدائے ھم رسول تہ — عالمان دی ودے لارے راہنما
کیمیا گر کہ د کیمیا پہ طلب گرزی — ہمی د عالمانو دہ کیمیا
پہ مجلس د عالمانو بہ سرہ زرشی — کہ سوک کاڑے دی لہ لوٹہ د صحرا

جاہلان دی پہ مثال د مردگانو عالمان دی پہ مثال مسیحا
ہرسڑے چہ رتبہ نہ لری د علم سڑے نہ دے خالی نقش دے گویا
زہ رحمان حلقہ بگوش دہر عالم یم کہ عالی دے کہ اوسط دے کہ ادنیٰ

ارشادفرمایا: کہ ماشاء اللہ بہت بہترین اشعار تھے، پھر فرمایا کہ یہ بہت اونچے لوگ تھے، یہ لوگ کاملین تھے، ان کو تعلق مع اللہ نصیب ہوا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض ائمہ حضرات جمعہ کی شب عشاء کے نماز کے بعد سورۃ ملک (تبارک الذی) پڑھتے ہیں اور مقتدی سب خاموش بیٹھ کر سنتے ہیں یہ عمل کیسا ہے۔

ارشادفرمایا: کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ آدمی ہر رات سوتے وقت اس کو پڑھا کریں۔

فرمایا: کہ ذخیرہ احادیث میں سورۃ الملک کے اور بھی مختلف نام ذکر ہوئے ہیں جیسے المانعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں) کہ عہد نبوتؐ میں اس سورۃ کو ہم مانعہ کہا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک قبر پر نادانستہ طور پر مکان بنالیا گیا کہ ایک دن قبر سے سورۃ الملک کی آواز آئی اور پوری سورۃ کی تلاوت صاحب قبر سے سنی گئی جب نبی کریم ﷺ کو خبر دی گئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سوۃ مانعہ اور یہ سورۃ منجیہ ہے جو اس کی تلاوت کرتا ہے اس کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔

فرمایا کہ ایک نام اس سورۃ کا مجادلہ ہے روایات میں آتا ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا ہم تجھ کو ایک تحفہ کی بشارت نہ دیں کہ تو اس سے خوش ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ سورۃ الملک کی تلاوت کیا کر۔ اور تو اپنے اہل اور ساری اولاد اور گھر کے بچوں کو اور پڑوسیوں کو بھی سکھادے۔ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کیلئے نجات دلانے والی ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کر کے بخشوانے والی ہے اور جہنم سے نجات کیلئے مطالبہ کرنے والی ہے، اور اس کی تلاوت کی برکت سے تلاوت کرنے والا عذاب قبر سے نجات پا جائے گا۔

فرمایا کہ اس کا نام واقیہ اور مناعہ ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کتاب اللہ میں ایک سورۃ ہے جس میں (30) تیس آیات ہیں اور وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ بخش دیا جائے۔

ارشادفرمایا کہ ہم نے بعض شروح بخاری میں دیکھا ہے کہ اگر اس سورۃ ملک کو کوئی نیا چاند دیکھتے وقت پڑھ لے تو وہ پورے مہینے تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔

ارشادفرمایا: کہ بعض عارفین کاملین فرماتے ہیں کہ سورۃ یاسین کی اسرار اس کے آخر میں ہیں اور سورۃ الملک کے اسرار اس کے اول میں ہے ارشاد فرمایا: کہ سورۃ ملک کی ایک آیت ہے

الا یعلم من خلق وھو الطیف الخبیر

بعض اہل خواص نے اس آیت کی بہت زیادہ فوائد بیان کئے ہیں جیسے بلاؤں کو دور کرتی ہے۔ مریض کو نفع دیتی ہے' مشکلات اور تکلیفات کو دور کرتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے بڑے بڑے منصب ملتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: کہ مجلس میں موجود علماء کرام اور احقر کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آپ سب کو اس آیت شریف کے پڑھنے کی اجازت ہے۔ دو سو بار عشاء کے بعد پڑھنا۔ تاریخ کی کتابوں میں ان کے بیش بہا حکیمانہ اقوال اور عارفانہ مواعظ مذکور ہیں حضرت وحبؒ فرماتے ہیں کہ شرعی و دینی لحاظ سے کسی شخص کی عقل کا کامل ہونا موقوف ہے' دس امور پر ان دس امور میں سے ایک اہم امر یہ ہے کہ وہ آدمی مال کثیر اور وافر مقدار رزق کی بجائے قوت لا یموت یعنی بقدر گزارہ رزق پر پوری طرح راضی و قانع ہو وہ دس امور یہ ہیں۔

۱۔ وہ شخص تکبر سے محفوظ ہو۔

۲۔ رشد و ہدایت اس شخص کے اندر ثابت موجود ہو۔

۳۔ دنیا میں بقدر گزارہ رزق پر راضی ہو

۴۔ جو چیز اسکے پاس ہو (مال و دولت میں سے یا کھانا پینے کی چیزوں میں سے) اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے۔

۵۔ دنیا میں اسے جاہ و مرتبہ کے مقابلہ میں تواضع پسند ہو

۶۔ دنیا میں معزز ہونے کی بجائے اسے فقیر و مسکین ہونا پسند ہو

۷۔ عمر بھر وہ علم دین کا طالب رہے اور تنگ دل نہ ہو

۸۔ طالبین خیر سے بھی تنگ دل نہ ہو (یعنی جو لوگ اس خیر و بھلائی کا استفادہ کرنا چاہیں ان سے تنگ نہ ہو)

۹۔ غیر کی تھوڑی سی نیکی کو بھی زیادہ سمجھے اور اپنی کثیر نیکی کو بھی قلیل سمجھے۔

۱۰۔ دسواں امر جس پر زندگی کے تمام اعمال کا دارومدار ہے وہ یہ ہے کہ انسان تمام لوگوں کو دو قسم پر سمجھے۔ ایک قسم کے وہ لوگ جو بہتر و افضل ہیں اور دوسری قسم کے وہ لوگ جو برے اور رزیل ہے۔ لہٰذا انسان جب کسی بہتر' نیک اور افضل آدمی کو دیکھے تو وہ اس کے دل کو توڑ دے (یعنی دل میں انکساری پیدا ہوا اور شدید خواہش ابھرے)

ارشاد فرمایا: کہ رضا بالقضاء اور قناعت بڑی مبارک صفت ہے اور اس کے مقابلے میں حرص نہایت تباہ کن خصلت ہے حرص اور لالچ سے بچنا چاہیے۔ حلال رزق پر قناعت و صبر کرنا اور راضی ہونا بڑی سعادت ہے۔ حرام رزق اور حرام دولت سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ہمارے اسلاف کرام تو مشتبہ رزق و مال سے بھی بڑی شدت سے اجتناب کرتے تھے۔

ارشاد فرمایا: کہ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ جو آدمی حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے وہ گویا اس امت کے ابدال میں سے ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ بعض سلف صالحین فرماتے ہیں کہ سب سے افضل چیزیں تین ہیں' سنت کے مطابق عمل' حلال مال اور باجماعت نماز۔

ارشاد فرمایا کہ حرام رزق و مال دنیا و آخرت میں موجب آفات و باعث عذاب ہے آج کل اکثر مسلمانوں کے دل مسلسل حرام کھانے پینے سے شدید زخمی اور سخت سیاہ ہوچکے ہیں اس زندگی کی ناپائیداری پر لوگ غور نہیں کرتے۔ حضرت رحمان باباؒ فرماتے ہیں:

د دنیا په تماشه چه سوک نازیگی

خوهم نن ئے تماشا ده صبا نه ده

جو لوگ دنیا کے عیش و عشرت پر آج نازاں ہیں تو ان کا یہ عیش و عشرت آج ہے کل کو کچھ بھی نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت وھب بن منبہؒ قدیم آسمانی کتابوں کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں' وہ بڑے عابد' زاہد اور تارک دنیا تھے۔ کہ کاش میں بھی اس جیسا نیک ہوتا اور اس جیسا بننے اور اس سے ملنے کی تمنا کرے اور جب کسی برے اور رزیل آدمی کو دیکھے تو یہ خیال و تصور کرے کہ شاید یہ آدمی جیسے میں برا سمجھتا ہوں نجات پاجائے اور میں ہلاک ہو جاؤں اور شاید اس شخص کے اندر کوئی ایسا کمال ہو جو مجھ پر مخفی ہو اور اسی کمال کی وجہ سے یہ شخص مجھ سے اچھا ہو۔

ارشاد فرمایا: کہ جب تم کسی آدمی میں تین صفات دیکھو تو تم اس کے سچا ہونے اور عارف باللہ ہونے کی گواہی دو۔ پہلی صفت یہ کہ وہ آدمی مال دولت کو محبوب نہ رکھتا ہو۔ دوسری صفت یہ کہ اس کا دل دو سوکھی روٹیوں پر مطمئن ہو جاتا ہو اور تیسری صفت یہ کہ اس کا دل لوگوں سے جدا ہو (یعنی بلا ضرورت لوگوں کے ساتھ اختلاط سے پرہیز کرتا ہو)

ارشاد فرمایا: کہ جو شخص علماء حق اور اولیاء اللہ کے پاس بیٹھتا ہے اگرچہ وہ ان کے علم کو محفوظ نہ کر سکے سات نعمتیں پھر بھی اس کو حاصل ہوں گی۔

۱۔ طالب علموں کی فضیلت۔

۲۔ جب تک اس مجلس میں رہے گا گناہوں سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جب اپنے گھر سے طلب علم کے لیے نکلے گا تو اس پر رحمت نازل ہوگی۔

۴۔ جب حلقہ علم میں بیٹھے گا تو جو رحمت اہل علم پر نازل ہوگی اس میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا۔

۵۔ جب تک یہ دین کی باتیں سنتا رہے گا کراماً کاتبین اس کے لئے اطاعت لکھتے رہیں گے۔

۶۔ اگر کوئی علمی بات نہ سمجھنے سے غمگین ہوگا تو یہ غم اس کے لئے قرب الٰہی کا وسیلہ بنے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے حدیث قدسی میں ہے کہ: **انا عند المنکسرہ قلوبھم لاجلی**

ترجمہ: میں ٹوٹے ہوئے دلوں سے بہت قریب ہوں

۷۔ اس عالم کا اعزاز اپنی آنکھوں سے خود دیکھے گا اور اس کے مقابلہ میں نافرمانوں کی ذلت دیکھے گا۔ تو فساق سے اس کو نفرت ہوگی اور علماء کی طرف میلان ہوگا۔

ایک عالم دین نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے پوچھا کہ حضرت اہل اللہ کی صحبت کیوں ضروری ہے کیا کتابیں کافی نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ آپ صحابی کیوں نہیں ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا کہ آپ تابعی بن جائیں اس نے کہا کہ تابعی کے لئے صحابی کو صحبت کی ضرورت ہے۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھا آپ تبع تابعی کی صحبت ضروری ہے کہ حضرت تبع تابعی بننے کے لئے تابعی کی ضروری ہے' تھوڑی دیر کے بعد اس عالم نے کہا بس حضرت ہم سمجھ گئے۔

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی

سراپا جانِ جاں ہر از کردی

(از احقر غفرلہ)

ارشاد: آخر میں حضرت نے سب حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ہم آپ حضرات سے پورے خلوص سے کہتے ہیں کہ میاں صاحب (شیخ الحدیث مولانا میاں محمد جان صاحبؒ) کی صحبت اور ان کے وجود کو غنیمت جانو۔ ایسے لوگ بار بار پیدا نہیں ہوتے یہ کاملین میں سے ہیں۔

ارشاد: پھر احقر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جب بھی ہماری مجلس میں آیا کریں تو آپ ضرور ہمیں حضرت عبدالرحمٰن باباؒ کے اشعار سنایا کریں۔ پھر حضرت کی دعا پر مجلس ختم ہوئی۔

تیسری مجلس

۱۹۵۹ء بمقام مدرسہ پراچگان کوہاٹ دن کو مدرسہ پراچگان کوہاٹ میں سالانہ جلسہ تھا۔ اس میں ضلع کوہاٹ کے علماء کرام کے علاوہ بہت بڑی بڑی شخصیات تشریف لائی تھیں۔ جیسے عمدۃ المحدثین' سرتاج اولیاء شیخ المشائخ' عارف باللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی' خطیب اعظم امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری' ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی' مجاہد ملت حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب' شیخ المحدثین حضرت مولانا نصیر الدین قریشی قدس اللہ اسراہم رات کو شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتویؒ کا قیام مدرسہ میں تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد بہت بڑی تعداد میں ضلع کوہاٹ کے علماء کرام حضرت شیخ الحدیث صاحب کے مریدین' مسترشدین' معتقدین اور تلامذہ موجود تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب مدظلہ جو کہ حضرت کے مخلص مرید ہیں انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت ذکر کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

ارشاد فرمایا کہ انسان کے اندر ایک عظیم قوت ہے، جس کا نام محبت ہے، انسان کی جس چیز کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے، اسی چیز کی یاد اس کو آنے لگتی ہے، اور جب اس چیز کی محبت دوسری چیزوں پر غالب آجاتی ہے تو اس کو عشق کہا جاتا ہے۔

پھر اسی عشق اور شدید محبت کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک بے شمار درجات ہیں، اور اسی شدید محبت اور عشق میں عاشق صادق ساری کائنات سے کٹ کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف بہہ نکلتا ہے، اور جب محبت زیادہ شدت اختیار کر جاتی ہے اور وہ محبوب کی محبت میں ڈوبتا چلا جاتا ہے اور یہاں تک کہ وہ محبوب کی خوشنودی میں گم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں پا سکتا۔ اور اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں رہ جاتی اور حضرت صاحب احقر کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ کے وہ اشعار سناؤ جس کے شروع میں یہ شعر ہیں۔ چہ مے مینہ خدائے پا تا ہاندے پیدا کڑہ اور فرمایا کہ تم سے اسے سناؤ۔

اشعار

چہ مے مینہ خدائے پا تا ہاندے پیدا کڑہ ترکہ ماپہ ھغہ ورز خپلہ رضا کڑہ
اوس داستار ضا جفا کڑے کہ وفا کڑے مادا ستا جفا قبولہ پہ وفا کڑہ
گل پہ لعلو پہ گوہر کلہ سوک پیری بے لہ ماچہ تاختندا کڑہ ماجڑا کڑہ
دوہ یاران بہ دارنگ چا نہ وی لیدلی چہ یوہ ورتہ کنزل کڑہ بل دعا کڑہ
مادورست جھان تہ شاد تا تہ مخ کڑو تادورست جھان تہ مخ دماتہ شا کڑہ
ھم پہ دائے ترھا یہ نام بلند شو چہ قبولہ عندلیب د گل جفا کڑہ
عاشقان دیار تر سپونہ ھم زاریگی گنی مادر رقیبانو سہ پروا کڑہ
زہ رحمان چہ ستا دحسن ثنا خوان یم ستالہ رویہ درست جھان زما ثنا کڑہ

فرمایا: کہ ماشاءاللہ عجیب کلام ہے جزاک اللہ تعالیٰ۔

ارشاد فرمایا: کہ میرے عزیزو۔ انسان کی اس عظیم قوت کا مصرف مستحق وہی ہو سکتا ہے جو محنت کا لائق و مستحق ہو، وہ ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس میں انسان کی فلاح ونجات ہے اسی میں راحت وسکون ہے، اور دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت سراسر پریشانی وسرگردانی، بے چینی وبے اطمینانی اور دنیا وآخرت کی ہلاکت ہے کیونکہ دنیا کی چیزیں، خواہ وہ مال ومتاع ہو یا جاہ ومنصب یا کوئی انسان، بہرحال فانی چیزیں اور ناپائیدار ہیں، اس لئے ان تمام چیزوں کے ساتھ محبت کی وجہ سے انسان پریشان وسرگردان رہتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کیوں نہ کی جائے جبکہ وہ حیّ القیوم ذات ہے۔ ساری چیزوں کے خزانے اسی کے پاس ہیں، حسن وجمال اور ساری صفات کمال اس کی ذاتی اور لامحدود ہیں۔ جوان کے ساتھ تھوڑی سی بھی محبت کرتا ہے۔ اور

تھوڑا سا بھی ان کی طرف متوجہ ہو پاتا ہے۔ تو وہ اس سے بہت زیادہ محبت کرنے لگتے ہیں' اور جو جس قدر زیادہ محبت کرتا ہے' اسی قدر وہ ذات اپنی رحمت میں لے لے تو ایسے شخص کو حزن و ملال نہیں ہوسکتا۔ اور نہ کسی کا خوف اور غم ہوتا ہے' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم لیحزنون

اللہ تعالیٰ کہ دوستوں کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غمگین ہوں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کے محبین حضرات انبیاء کرامؑ اور ان کے بعد اولیاء اللہ ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے اصلاحی انقلابات لاتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: کہ اس دنیا میں ہر چیز کی زندگی روح سے ہے' محض بدن سے کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب تک بدن کے اندر روح ہے۔ زندگی کہلاتی ہے جیسے ہی روح نکل جاتی ہے' آدمی کو مردہ کہتے ہیں' اسکے بعد وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اسے باقی رکھا جائے وہی انسان جس سے محبت کا تعلق ہوتا ہے روح نکلنے کے بعد اس سے وحشت ہونے لگتی ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ اس سے معلوم ہوا کہ تعلق اور محبت در حقیقت بدن سے نہیں بلکہ اس کے اندر جو روح سمائی ہوئی ہوتی ہے اس سے ہوتا ہے پھر فرمایا کہ اسی طرح پوری کائنات بھی کسی روح سے زندہ ہے' جب تک یہ روح کائنات میں موجود ہے' یہ زندہ کہلائے گی اور جب یہ روح نکل جائیگی تو عالم کائنات کی موت واقع ہو جائیگی اور قیامت برپا ہو جائیگی۔

ارشاد فرمایا کہ عالم کائنات کی روح کیا ہے اس کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

ولا تقوم الساعتہ حی یقال فی الارض اللہ اللہ (قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اس دنیا میں ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہنے والا موجود ہو)

ارشاد فرمایا: کہ بعض لوگ اپنے آپ کو ذاکر' شاغل بلکہ صوفی بھی کہتے ہیں اور نوافل و مستحبات کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں لوگوں پر تنقید کرتے ہیں لیکن خود فرائض و واجبات سے غافل رہتے ہیں وہ خود فرائض و واجبات کا اس قدر اہتمام نہیں کرتے جس قدر اہتمام نفلی عبادات کا کرتے ہیں' یہ جاہ پرستی ہے' ان لوگوں کو ذکر اللہ کی حقیقت حاصل نہیں ورنہ جن لوگوں کو ذکر اللہ میں کمال حاصل ہوتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہتے ہیں اور فرائض و واجبات کا خوب اہتمام کرتے ہیں اور حرام سے بچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فضائل قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کثرت سے ذکر کئے گئے ہیں کہ اس کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں' لیکن ہم مختصر کچھ عرض کر دیتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ فاذکرونی اذ کرکم واشکرولی ولاتکفرون

پس تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں' اور میرا احسان مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ میرے ان بے شمار احسانات اور انعامات کی وجہ سے جو میں نے تم پر کئے ہیں تم پر یہ لازم ہے کہ تم اپنے دل اپنی زبان اور اپنے اعضا جوارح سے مجھے یاد

کرو۔اور میں تمہیں یاد کروں گا اپنی رحمتوں اور عنایتوں کے ساتھ اور تمہاری طرف متوجہ رہوں گا اور دنیا و آخرت میں کامیابی ونصرت، فتح مندی وسرخروئی اور طرح طرح کے انعامات اور رحمتوں سے تمہیں نوازدوں گا۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے، کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادت تو اپنے اپنے اجر وثواب حاصل ہی کرے گی، یہ ہر وقت کا ذکر وفکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر گناہ مزید براں۔

ارشاد فرمایا کہ یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دق کر رکھا ہے پھر فرمایا کہ شیخ جنید بغدادی کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔انہوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے، وہ کہنے لگا کہ یہ کوئی آدمی ہیں، آدمی تو وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں، جنہوں نے میرے بدن کو دبلا کردیا اور میرے جگر کے کباب کردیئے۔شیخ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔

ارشاد: احقر کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ نے ذکر وشغل کے بارے میں کچھ فرمایا ہو تو سناؤ تو احقر نے عرض کیا کہ جی حضرت پھر احقر نے یہ اشعار سنائے۔

ھسے یادئے ہمیشہ مدام زما	چہ اورائے پہ ہر صبح و شام زما
ہرکلام چہ زہ بے ستالہ یا دہ وکڑم	سل تو بے وی پہ ھغہ کلام زما
کہ بے تا دزڑہ آرام کڑم پہ سل رنگہ	نہ شی نہ شی پہ ھیس رنگ آرام زما
ننگ و نام کہ ستاپہ مینہ لہ ما دروی	زارشہ ستاتر مینے ننگ ونام زما
نن دوخت دے کہ مے آہ وفریاد آورے	سوچہ خاورے نہ دے ھراندام زما
زہ رحمان بہ دانا کام کوم ترکومہ	وایہ کلہ بہ حاصل کڑے کام زما

ارشاد فرمایا: ماشاء اللہ بہت مبارک اور معنی سے پُر اشعار ہیں، پھر فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ بہت بڑے آدمی اور بہت بڑے عارف وواصل تھے۔

ارشاد فرمایا: کہ ذکر کی فضیلت میں اگر کوئی اور آیت نہ ہو تو صرف یہی ایک آیت اس کی فضیلت کے لئے کافی ہے، ایک بندے کے لئے اس سے زیادہ فخر اور اس سے بڑا انعام اور کیا ہوسکتا ہے کہ معبود حقیقی اور محبوب حقیقی اور پوری کائنات کا خالق ومالک اس کو یاد کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو اور پھر اس کا یاد کرنا بھی صرف یاد کرنا نہیں بلکہ اس کا یاد کرنا اپنے انعامات اور احسانات وعنایات اور عزتوں اور عظیم کامیابیوں کا عطا کرنا بھی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد

کی توفیق عنایت فرمائے۔

’ارشاد فرمایا: کہ ایک بزرگ کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دن اس نے اہل مجلس سے فرمایا کہ میں اس وقت کو جانتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ ہمیں یاد فرماتے ہیں‘ حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا ہے‘ تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کے وعدے کے مطابق جب کوئی مومن اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ اسلئے سب کو یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ جس وقت ہم اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونگے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمیں یاد فرمائے گا۔

ارشاد فرمایا: کہ وعظ و نصیحت ہو یا دعوت و تبلیغ ہو یا دین اسلام کیلئے کوئی اور جدو جہد اور کوشش ہو اس میں بھی کثرت ذکر مطلوب ہے بلکہ ایسے موقعوں پر ذکر میں کوتاہی بھی دینی جدو جہد اور کوشش کو بے نور اور بے روح بنا دیتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں کو فرعون کے پاس بھیجا تو ان دونوں کو جو خاص تاکید کی تھی وہ کثرت ذکر اور ذکر میں کوتاہی نہ کرنے کی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ارشاد فرماتے ہیں کہ

اذھب انت واخوک بایاتی ولا تنیا فی ذکری

”اے موسیٰؑ تم اور تمہارا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ اور تم دونوں میرے ذکر میں سستی نہ کرنا۔

ارشاد فرمایا: کہ وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ کا اصل سر چشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں کیونکہ اس کی طرف اور اس کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ لہٰذا وعظ و نصیحت اور دعوت دینے والے کا جس قدر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوگا اسی قدر اس کی دعوت اور نصیحت میں جان اور قوت ہوگی اور اس سے خیر پھیلے گی لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق کمزور ہو جائے تو اس کی یہ دعوت و نصیحت بے روح اور بے جان ہو جاتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں میں فضیلت ہے من وجہ‘ کسی وجہ سے جہر افضل ہے اور بعض وجہ سے خفی افضل ہے اور فرمایا کہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق ذکر کا حکم فرمایا ہے اذکرو اللہ کثیرا مطلق کے زد میں جو ہو مامور ہے اور البتہ فضائل خارجی مختلف ہوتے ہیں باعتبار ذکر اور وقت اور کیفیت ثمرات کے۔

ارشاد فرمایا کہ میرے عزیزو! اپنے دل کی ایک بات آپ حضرات کو سناتا ہوں اسے غور سے سنو اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کو نرم و روشن اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کر دیتا ہے‘ بندے کے دل کو بری عادتوں اور برے اخلاق سے پاک کر دیتا ہے اور اچھے اخلاق و جذبات سے دل کو سنوارتا ہے‘ ذکر کے نور سے ذاکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت و تعلق پیدا ہو جاتا ہے‘ جس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اس کے قرب کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے۔ ایک مسترشد نے عرض کیا کہ حضرت ذکر میں دل نہیں لگتا۔

ارشاد فرمایا کہ میرے عزیزو! اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر بہت زیادہ کیا کرو کہ اس نے آپ کے ایک عضو (زبان) کو

ذکر میں لگا دیا ہے اور دل کی توجہ کی دعا کرتے رہو۔

ایک مولانا صاحب (جو کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ) کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تسبیح جو ہے اس کی کوئی اصل ہے۔

ارشاد فرمایا کہ عظیم محدث ملا علی قاریؒ مرقات میں فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جس سے وہ تسبیح پڑھ رہی تھی' تو فرمایا ملا علی قاریؒ نے کہ یہ حدیث اصل ہے بزرگوں کے تسبیح رکھنے کی اور نبی کریم ﷺ کا سکوت بھی جواز کی دلیل ہے' خواہ تسبیح کے دانے الگ الگ ہوں یا پرو دیئے گئے ہیں اس میں کوئی فرق نہیں اور یہ قول نا قابل توجہ ہے جو تسبیح کو بدعت کہتے ہیں اور فرمایا کہ حضرات مشائخ نے فرمایا ہے کہ تسبیح شیطان کے لئے کوڑا ہے یعنی یہ غفلت نہیں پیدا ہونے دیتی۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت جنید بغدادیؒ جبکہ وہ کامل ہو گئے تھے' ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی گئی تو ان سے کہا گیا کہ اب اس کی کیا ضرورت ہے؟ تو فرمایا کہ اس کی برکت ہی سے تو واصل ہوئے ہیں اس کو کیسے چھوڑ دیں۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ شیخ و مرشد کی ضرورت کیوں ہے کیا مرشد کے بغیر ذکر مفید نہیں۔

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ایک دعا ہے اللھم افتح اقفال قلوبنا بذکرک " یعنی اے اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے تالوں کو اپنے ذکر کی کنجی سے کھول دیجئے۔"

فرمایا کہ اس دعا میں اشارہ ہے کہ ہر دل میں نسبت مع اللہ اور تعلق مع اللہ کی صلاحیت موجود ہے اور وہ سیل بند دل میں پڑی ہے۔ ذکر اللہ کی برکت سے اس کی سیل ٹوٹتی ہے لیکن کنجی جب ہی کام کرتی ہے جب کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ ہاتھ مرشد اور شیخ ہے جس کی نگرانی اور تربیت اور توجہ اور دعا کے ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام مفید ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب دی اور تاکید فرمائی اسی طرح اس کے خاص کلمات بھی تلقین فرمائے اگر یہ نہ ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ علم و معرفت کی کمی کی وجہ سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرتے جو اس کا شایان شان نہ ہوتا یا جس سے بجائے حمد و ثنا کے معاذ اللہ تعالیٰ اس کی تنقیص ہوتی' مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی میں حضرت موسیٰؑ اور ایک چرواہے کی یہ حکایت بیان کی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک مجذوب اور اللہ تعالیٰ کا عاشق صادق بکریاں چرایا کرتا تھا اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں مخلوق سے دور عشق الٰہی میں چاک گریبان روتا پھرتا تھا' اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا تھا کہ اے میرے اللہ! آپ مجھ کو کہاں ملیں گے' اگر آپ مجھ کو مل جاتے تو میں آپ کا نوکر ہو جاتا اور آپ کی گدڑی سیا کرتا اور

آپ کے سر میں کنگھی کیا کرتا اور آپ کو کبھی بیماری پیش آتی تو میں آپ کی خوب غمخواری کرتا اے اللہ! اگر میں آپ کا گھر دیکھ لیتا تو صبح وشام آپ کے پیروں کی مالش کرتا اور جب آپ کے سونے کا وقت ہو جاتا تو آپ کے سونے کی جگہ کو جھاڑو سے خوب صاف کرتا' اے اللہ! آپ کے اوپر میری تمام بکریاں قربان ہوں' اے اللہ! بکریوں کے بہانے سے میں جو الفاظ ہائے ہائے کرتا ہوں وہ دراصل آپ کی محبت کی تڑپ میں کرتا ہوں بکریاں تو صرف بہانہ ہیں۔اسی طرح وہ چرواہا محبت کی باتیں اپنے رب سے کر رہا تھا کہ اچانک حضرت موسیٰ کا اس طرف سے گزر ہوا۔حضرت موسیٰ نے جب یہ باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا: کہ اے چرواہے! کیا اللہ تعالیٰ کو نوکر کی ضرورت ہے؟ اس کا کوئی سر ہے کہ تو ان کی بالوں میں کنگھا کرے گا یا ان کو بھوک لگتی ہے کہ تو ان کو بکریوں کا دودھ پلائے گا۔اللہ تعالیٰ کیا بیمار ہوتے ہیں جو تو ان کی غمخواری کرے گا۔اے جاہل! اللہ تعالیٰ کی ذات نقصان واحتیاج کی تمام باتوں سے پاک ہے تو جلد توبہ کر' تیری ان باتوں سے کفر لازم آتا ہے' بے عقل کی دوستی عین دشمنی ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ تیری ان خدمات سے بے نیاز ہیں اس چرواہے نے حضرت موسیٰ کی یہ باتیں سنیں تو بہت شرمندہ ہوا اور غلبہ خوف اور شدت حزن واضطراب سے گریبان پھاڑ ڈالا اور روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

ترجمہ: ''اے موسیٰ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جدا کر دیا' تم کو میں نے بندوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے بھیجا ہے نہ کہ جدا کرنے کے لئے تمہارا کام وصل کا تھا نہ کہ فصل کا۔''

ارشاد فرمایا: کہ میرے محترم بزرگو اور عزیزو! کسی بھی لحہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہ کند آگاہ نباشی

''یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لحہ کو بھی غافل نہ ہونا چاہیے ہوسکتا ہے کہ جس وقت وہ نگاہ کرم فرمائیں اور تم کسی اور طرف غفلت سے مشغول ہو۔'' اور حضرت کی دعا پر یہ مجلس برخاست ہوئی (جاری ہے)

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

مولانا محمد عبداللہ قاسمی
ناظم مجلس علماء مرہٹواڑہ، مہاراشٹر

دارالعلوم دیوبند کی تقدیس اور ترقی وتنزل کا مدار
(اصولِ ہشت گانہ کے آئینہ میں)

دارالعلوم دیوبند بلاشبہ عالمِ اسلام میں منفرد پہچان کا حامل ہے، یہاں کے فارغ التحصیل علماء اقطاعِ عالم میں مختلف نوعیت کی دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، تعلیم کے ساتھ مسلکِ حق کی ذہن سازی، عوام میں دینی بیداری، اسلام کی تبلیغ وتوضیح میں ان کا ہمیشہ سے کلیدی رول رہا ہے، اس کا پس منظر یہ ہے کہ ہندوستان کی سابق عظیم تر ریاست حیدرآباد دکن کے تاجدار میر عثمان علی خاں معروف بہ نظام دکن نے حضرت مولانا حافظ احمد صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند سے یہ خواہش کی تھی کہ اگر دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل علماء ہر سال سارے کے سارے ریاست حیدرآباد دکن کو بھیج دیے جائیں تو انھیں اعلیٰ قسم کی ملازمتیں دی جائیں گی، حضرت مہتمم حافظ احمد صاحبؒ نے یہ مسئلہ اُس وقت کے سرپرست دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے سامنے پیش کیا:

حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا : بھئی ! ہم طلبہ کو اچھی اور اونچی ملازمتوں کے لیے نہیں پڑھا رہے ہیں؛ بلکہ ہم اسلئے پڑھاتے ہیں کہ مسجد اور قرآن کے مکاتب آباد رہیں اور مسلمانوں کو نمازیں اور قرآن پڑھانے والے ائمہ اور اساتذہ ملتے رہیں (ماہنامہ :اتحاد علماء دیوبند ص ۵۶)

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں قرآن، حدیث، فقہ، فتویٰ کی خدمت میں اکثر فارغینِ دیوبند مصروف ہیں اور دینی مدارس کے سربراہ بھی ہیں اور مساجد کے ائمہ بھی، جہاں تک دارالعلوم دیوبند کی بقا اور ترقی اور زوال کا تعلق ہے، اس بارے میں واضح طور پر اصول ہشت گانہ ایک آئینہ ہے، جس کو دیکھ کر انتظامی اور تعلیمی خدوخال پر توجہ دینا ضروری ہے، یہ اصول ہشت گانہ (آٹھ اصول) بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کے الہام ومعرفت کے سرچشمے سے نکلے، خود ان کے دستِ مبارک سے صفحہ قرطاس پر روشن ہیں، جس میں روحانیت کو مادیت پر ترجیح دی گئی ہے اور انوار وبرکات کے حصول کی تلقین کی گئی ہے۔ دارالعلوم اور دینی مدارس کی دینی ترقی کا مدار اور روحانیت کی بقا کا راز توکل علی اللہ ہے۔ اصولِ ہشت گانہ کی دفعہ میں ہے کہ :اگر کوئی آمدنی ایسی یقینی حاصل ہوگئی جیسے جاگیر، کارخانہ تجارت یا کسی امیرِ محکم القول کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا

ہے کہ یہ خوف ورجا جو سرمایہ رجوع الی اللہ ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا اور امداد غیبی موقوف ہوجائے گی اور کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہوجائے گا، اس مضمون کو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ نے اپنی نظم ارمغانِ مدرسہ میں اس طرح پیش کیا ہے:

اس کے بانی کی وصیت ہے کہ جب اس کیلئے — کوئی سرمایہ بھروسہ کا ذرا ہوجائے گا
پھر یہ قندیلِ معلق اور توکل کا چراغ — یہ سمجھ لینا کہ بے نور و ضیاء ہوجائے گا
ہے توکل پر بنا اس کی تو بس اس کا مُعین — اک اگر جائے گا ، پیدا دوسرا ہوجائے گا

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے رجوع الی اللہ کے لیے یہ تلقین کی ہے کہ: آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سروسامانی ملحوظ رہے، اسی قبیل کی بات اصول نمبر میں ہے کہسرکار کی شرکت اور اُمراء کی شرکت بھی زیادہ مُضر معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دوسرے موقع پر اس طرح فرمایا ہے کہ: دار العلوم دیوبند اس وقت تک مستقل رہے گا، جب تک اس کی آمدنی غیر مستقل رہے گی؛ لیکن جس وقت اس کی آمدنی کا ذریعہ مستقل ہوجائے گا، اسی وقت دار العلوم کی بنیاد غیر مستقل ہوجائے گی (سوانح قاسمی ج ۲ ص ۲۲۱)

ہندوپاک کے مشہور و معروف مفتیِ اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی دیوبندیؒ سابق مفتیِ اعظم دار العلوم دیوبند نے، دار العلوم کراچی کے نام سے پاکستان میں ادارہ قائم کیا، آپ کی یہ کوشش رہی کہ قائم کردہ ادارہ اکابرِ دیوبند کے مزاج و مذاق کی تصویر ہو؛ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ: حضرت نانوتویؒ کی وصیت کے مطابق جب تک دینی مدارس توکل و استغناء اور للّٰہیت پر کاربند رہیں گے، اُن کا کام ان شاء اللہ بابرکت ہوگا اور اہلِ علم سے دنیا کو فائدہ پہنچے گا؛ لیکن اگر اہلِ علم بھی توکل اور استغناء سے محروم ہوجائیں گے اور اہلِ ثروت کی ثروت پر ان کی نگاہ جانے لگے گی، تو ان کی تعلیم و تبلیغ بھی انوار و برکات سے خالی ہوجائے گی۔ (میرے والد میرے شیخ ۱۶۶)

اس مضمون کی مناسبت سے چند منتخب اشعار لائقِ توجہ و تلقین ہیں اور اپنے اندر پیام رکھتے ہیں۔ ؎

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیت — محکوم کا ہر لحظہ مرگِ مفاجات
نہیں یہ شانِ خودداری چمن سے توڑ کر تجھ کو — کوئی دستار میں رکھ لے کوئی زیبِ گلو کرلے
بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نا امید — مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟
دستِ محنت سے بنا تو بھی کوئی نقشِ عظیم — چشمِ حیرت سے کسی محل کی تعمیر نہ دیکھ
نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں — کہ پائی میں نے استغناء میں معراجِ مسلمانی
تعلیم مذہبی کا خلاصہ یہی تو ہے — سب مل گیا اُسے ، جسے اللہ مل گیا

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

شکست پر پردہ ڈالنے کیلئے امریکہ کا نیا تزویراتی منصوبہ

۷۔اکتوبر ۲۰۰۱ء کو جب امریکی صدر جارج بش نے طالبان کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز کیا تھا تو انہیں پورا یقین تھا کہ وہ اندھی طاقت کے بل بوتے پر ظلم و بربریت کا بازار گرم کر کے طالبان کو بہت جلد نیست و نابود کر کے افغانستان پر اپنا تسلط قائم کرلیں گے لیکن انہیں اپنے مقاصد میں ذلت آمیز ناکامی اٹھانا پڑی اور طالبان اس ظالمانہ جنگ میں کامیاب و کامران ہوئے ہیں جو شکست خوردہ طاقتوں کو اس وقت تک کسی قسم کی رعایت دینے کے حق میں نہیں ہیں جب تک کہ قابض فوجیں افغانستان سے نکل نہیں جاتیں۔ معمولی ہتھیاروں سے لیس طالبان کے ہاتھوں شرمناک شکست اٹھانا دنیا کی اکلوتی سپر پاور کیلئے ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ کھلے دل سے شکست تسلیم کرنے کے بجائے امریکہ نے نیٹو ہیڈ کوارٹر برسلز کے تذویراتی منصوبہ ساز ادارے کے تیار کردہ منصوبے پر عمل درآمد کا فیصلہ کیا ہے جسے Strategy of Siege کا نام دینا مناسب ہوگا۔ یہ حکمت عملی فریب اور جعلسازی کا ملغوبہ ہے اور شکست پر پردہ ڈالنے کی خاطر بڑے شاطرانہ انداز میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام سے اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

اس منصوبے کے تحت ۲۰۱۲ء کے آخر تک زیادہ تر فوجوں کو افغانستان سے واپس بلا لیا جائے گا اور سپیشل فورسز اور میرینز پر مشتمل تقریباً دس سے بارہ ہزار کے لگ بھگ فوجیوں کو کابل، قندھار، ہرات اور نزدیک کے فضائی مراکز، مثلاً خواجہ رواث، قندھار اور شندند کی قلعہ بندی کر کے امریکی تسلط قائم رکھنے کی کوشش ہوگی۔ جلال آباد کو افغان فوج اپنے قلعے کے طور پر مضبوط کرے گی جبکہ مزار شریف اور دریہ وادی کے فضائی اڈے کا انتظام شمالی اتحاد کے حوالے کیا جائے گا تاکہ وسط ایشیائی علاقوں سے سپلائی کے متبادل راستے کی نگرانی کی جاسکے کیونکہ پاکستان کے راستے سپلائی کیلئے محفوظ نہیں ہیں۔ اس طرح شمالی سرحدی علاقے شمالی اتحاد کی تحویل میں دیئے جائیں گے اور جنوب میں صوبہ ہلمند سے لے کر صوبہ لغمان کا علاقہ طالبان کے کنٹرول میں ہوگا۔ اس سازش کے تحت افغانستان کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مقصود ہے۔

امریکہ کا دعویٰ ہے کہ افغانستان کیلئے چالیس فیصد تک سپلائی وسطی ایشیائی علاقوں کی گذرگاہوں کے ذریعے ہو رہی ہیں، جو صحیح نہیں ہے کیونکہ وسطی ایشیائی علاقوں سے اس قدر سپلائی ممکن نہیں۔ یہ ایک طویل اور خطرناک راستہ ہے روس بھی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کے قرب و جوار کے ممالک بنیاد پرست اور عسکریت پسند تنظیموں کی کاروائیوں کے مراکز بن جائیں اور ازبکستان کی تحریک اسلامی جیسی تنظیمیں، اس راستے سے امریکی فوجوں کی سپلائی کے خلاف متحرک ہو کر پورے علاقے کے امن و امان کو خراب کر دیں۔

مجوزہ قلعہ بند دفاعی امریکی حکمت عملی دراصل 'پوشیدہ جنگ کی ایک قسم ہے' جس میں مسلح ڈرونز اور سپیشل فورسز کے ذریعے

دہشت گردوں کے خلاف سرجیکل آپریشن جاری رکھے جائیں گے۔" واشنگٹن نے ڈرونز حملوں کا دائرہ یمن اور صومالیہ تک پہلے ہی بڑھا دیا ہے۔ القائدہ کے محفوظ ٹھکانوں کو تباہ کرنے کے حوالے سے پاکستان اس قسم کے آپریشن کا خصوصی ہدف بنے گا۔ پاکستان اور طالبان اس سازش کے جواب میں کیا حکمت عملی مرتب کرتے ہیں اس کا تجزیہ ضروری ہے۔

پاکستان کے خلاف آپریشن کے سبب پاک امریکہ تعلقات پہلے ہی خطرناک حدود پر پہنچ چکے ہیں۔ عوامی دباؤ کے سبب پاکستانی فوج کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ ملکی سالمیت کے خلاف اس قسم کی جارحانہ سرحدی خلاف ورزیوں کا منہ توڑ جواب دے۔ رہا یہ سوال کہ کس قسم کی جوابی کاروائی کی جانی چاہیئے تو اس کا فیصلہ اعلیٰ قیادت کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اس قسم کی خفیہ کاروائیوں کی تذویراتی قیمت امریکہ کو ہی چکانا پڑے گی جس کے پاک امریکہ تعلقات پر گہرے اثرات پڑیں گے جو دونوں ممالک کیلئے خطرناک ہوں گے۔ اس سال موسم گرما شروع ہوتے ہی طالبان نے قابض فوجوں کے خلاف اپنی کاروائیوں میں شدت پیدا کر رکھی ہے جس سے قابض فوجوں کو بھاری جانی نقصان کے ساتھ ساتھ پسپائی بھی اختیار کرنا پڑی ہے۔ آئندہ سال کے آخر تک جب امریکی فوجیں قلعہ بند ہو جائیں گی تو طالبان کو نقل وحرکت کی مکمل آزادی حاصل ہوگی جس سے وہ زیادہ موثر طریقوں سے قلعہ بند فوجوں کے خلاف کاروائیاں کر سکیں گے۔ 'جانثار مجاہدین اور میزائیل کی طاقت' (Men and Missile) جسے ۲۰۰۶ء میں حزب اللہ نے کامیاب ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے اسرائیل کے ناقابل شکست ہونے کے غرور کو خاک میں ملایا تھا' طالبان بھی اس حکمت عملی سے فائدہ اٹھا کر محصور فوجوں کے حوصلے پست کرتے رہیں گے کیونکہ طالبان کو نقل وحرکت کی مکمل آزادی حاصل ہوگی جس کی وجہ سے وہ اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ کاروائیاں کر سکیں گے۔

موجودہ حالات میں قلعہ بند دفاعی حکمت عملی ہرگز موزوں نہیں ہے کیونکہ قلعہ بند فوجوں کو اندرون ملک بھی مشکل حالات کا سامنا ہوگا اور بیرون ملک' خصوصاً پاکستان اور ایران کی جانب سے بھی کسی اچھائی کی امید نہیں ہے جبکہ روس اور چین بھی نہیں چاہتے کہ امریکہ افغانستان میں اپنا قیام طویل کرے۔ لہذا جس قدر جلدی وہ افغانستان سے نکلیں گے اتنا ہی خطے میں قیام امن کیلئے بہتر ہوگا۔ اس کے علاوہ امریکہ پر بیرونی دنیا کا دباؤ ہوگا اور طالبان کو باہر سے امداد ملے گی جس سے قلعہ بند فوجوں کے مسائل میں بے پناہ اضافہ ہوگا اور شکست ان کا مقدر بنے گی۔ افغانستان سے امریکہ کے انخلاء کے بعد افغانستان کا نظم ونسق یقیناً طالبان ہی کو سنبھالنا پڑے گا کیونکہ وہی کامیاب اور بڑی طاقت ہیں۔ انہیں امریکہ کی جانب سے ۱۹۹۰ء سے تا حال کی جانے والی وعدہ خلافیوں اور بے وفائیوں کا بہت تلخ تجربہ ہے اور اب وہ ان پر قطعاً اعتماد نہیں کرتے۔ لہذا اب وہ صرف اپنے آپ پر بھروسہ کرتے ہوئے افغانستان میں ایک وسیع البنیاد حکومت قائم کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں جو ملک میں قیام امن کا واحد راستہ ہے۔ امریکہ کو چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے مسائل میں مزید اضافہ کرے' جس قدر جلد ممکن ہو افغانستان سے نکل جائے۔ یہی اس کے حق میں بہتر ہوگا کیونکہ قلعہ بند ہو کر دفاع کرنے کی حکمت عملی امریکہ جیسی سپر پاور کو زیب نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ تزویراتی حالات بھی ایسے ہیں کہ ہر طرف سے منفی اثرات مرتب ہوں گے اور یہ حکمت عملی' نافذ ہونے سے پہلے ہی ناکام ہو جائے گی۔

مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی

ہمارے معاشرتی رویے

سن تو مجھے حتمی طور پر یاد نہیں، لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب تازہ تازہ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فضیلت کے بعد جامعہ میں میرا تقرر ہوا تھا یعنی کوئی ۱۹۹۰ء کے آس پاس کا زمانہ یعنی قصہ اس وقت کا ہے جب آتش جواں تھا۔

بھٹکل میں آباد مسلمانوں کے متعلق عام طور پر ہر آنے والا نووارد مہمان یہ تاثر ضرور لے کر جاتا ہے کہ یہاں کی مساجد نہ صرف نمازیوں سے الحمدللہ بھری رہتی ہیں بلکہ اس میں بوڑھوں سے زیادہ جوان اور جوانوں سے زیادہ بچے رہتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ سات سال سے بچوں کو نماز کا حکم دو، لیکن یہاں چار اور پانچ سال ہی سے اس کی تربیت کی جاتی ہے، اس کم عمری ہی میں بچوں کو مساجد میں نماز باجماعت کے لیے لانے سے عام نمازیوں کو ان کے شور وشغب اور ہنگامہ آرائی سے جو ذہنی کوفت ہوتی ہے وہ بعض اوقات بیان سے باہر ہوتی ہے، کچھ اسی طرح کا ایک واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا وہ سننے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اپنے محلہ کی مسجد طوبی میں ایک دن عشاء کی جماعت میں شریک تھا اور پہلی صف ہی میں تھا، جب امام صاحب نے تکبیر تحریمہ کہی تو ہم نے بھی نماز کی نیت باندھ لی، کچھ ہی دیر اس پر گذری تھی کہ پچھلی صف میں موجود بچوں نے پہلی رکعت میں اتنی زور سے آمین بالجھر کی سنت ادا کی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کانوں کے پردے پھٹ جائینگے، خیر دوسری رکعت میں پھر امام صاحب کے اختتام سورہ فاتحہ پر کچھ اور بچوں کی جماعت میں شرکت سے ان بچوں کو اور تقویت ملی اور جو آواز مسجد کے صحن کے باہر تک تھی اب آس پاس کے گھروں تک بھی شاید پہنچ گئی، بات خیر اتنی ہی رہتی تو کوئی حرج نہیں تھا کہ ان معصوم نونہالوں کو ہم نے ہی بتایا تھا کہ سورہ فاتحہ دراصل دعا ہے اور دعا کے اختتام پر نماز میں بھی آمین کہنا باعث قبولیت دعا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ان کو ہم یہ بتانا بھول گئے تھے کہ بلند آواز سے آمین بالجھر کا مطلب صرف اتنی بلند آواز سے کہنا ہے کہ بغل میں موجود نمازی سن سکیں، وہ بچے بیچارے جلد قبولیت دعا کے شوق میں یہ سمجھ بیٹھے کہ جتنی بلند آواز سے ہم آمین کہیں گے شاید اتنی جلد ہماری دعا قبول ہوگی، خیر، تیسری رکعت شروع ہوئی، اب ان کو معلوم تھا کہ ان دو آخری رکعتوں میں ہمارے لیے آمین بالجھر کا موقع نہیں رہا، چنانچہ بعض بچے آپس میں لڑنے لگے، ایک دوسرے کو دھکا دینے لگے بلکہ ایک دوسرے کا گریبان پکڑ کر کھینچنے بھی لگے ،غرض یہ کہ اس قدر شور شغب اور ہنگامہ کرنے لگے کہ نماز سے میری پوری طرح توجہ ہٹ گئی اور میری حالت اس قدر ناقابل برداشت ہوگئی کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ نماز توڑ کر ہی ان سب کی خبر لوں اور ان سب کی ایسی سخت پٹائی کروں کہ وہ اسی وقت مسجد سے بھاگ جائیں اور پھر کبھی جلد مسجد کا رخ نہ کریں، بالآخر میں نے یہ عزم مصمم کرلیا کہ سلام پھیرتے ہی امام کی دعا سے پہلے ہی ان سب کی خبر لوں گا اور ان کو ایسے طمانچے رسید کروں گا کہ بڑے ہوکر بھی وہ یاد رکھیں، میں نے اس وقت نماز سے فارغ ہونے کی جلدی میں امام کے بعد نہیں بلکہ امام کے ساتھ ہی اپنا سلام پھیرا اور تیزی سے اٹھ کر پیچھے

ان کی طرف مڑ کر ان کو پکڑنے کی کوشش کی، لیکن وہ بچے ہم سے زیادہ ہوشیار اور تیز نکلے، وہ سب امام کے دونوں سلام پھیرنے کے انتظار میں رہ کر اپنے ممکنہ برے انجام سے بچنے کے لیے جس کا شاید ان کو اندازہ ہو گیا تھا امام کے دوسرے سلام کے پھیرنے سے پہلے ہی تیزی سے مسبوق مصلیوں کی صفوں کو پھاند کر مسجد سے باہر نکل گئے، میں بھی طیش وغصہ کی حالت میں صفوں کو پھاندتا ہوا ان کے پیچھے بھاگا، اس وقت میرا بلیڈ پریشر آخری درجہ کو پہنچ گیا تھا، بالآخر محنت بسیار کے بعد ان میں سے کچھ بچے میرے ہاتھ لگے لیکن ان کو دیکھتے ہی اچانک میرا بلیڈ پریشر لو ہو گیا اور ان کی طرف اٹھنے والے میرے ہاتھ اچانک رک گئے۔___ آپ پوچھیں گے کہ کیا ان بچوں نے معافی مانگ لی، یا میرے پیچھے کوئی مصلی آ گیا اور اس نے مجھے ان کو مارنے سے روک دیا یا پھر مجھے خدا یاد آ گیا، ان بچوں پر اٹھنے والے میرے ہاتھوں کے نتائج مجھے مستحضر ہو گئے اور میں اس سے باز آ گیا، یا پھر میری طبیعت ہی اچانک بگڑ گئی اور سر چکرا کر وہیں بیٹھ گیا، یا پھر ان معصوم کلیوں کی شرارتوں پر رحمت عالم ﷺ کا مشفقانہ عمل مجھے یاد آ گیا اور میرے ہاتھ رک گئے، لیکن ان میں سے کوئی بات نہیں تھی، دراصل میرے ہاتھ لگنے اور پکڑے جانے والے اور نماز میں ناقابل برداشت شرارت کرنے والے ان بچوں میں میرا ایک بھتیجا بھی تھا جس کا مجھے پہلے سے علم نہیں تھا، اسی اپنے بچہ کی موجودگی نے میرے ہائی بلیڈ پریشر کو اچانک لو کر دیا تھا اور اس پورے مجمع میں اپنے بھتیجہ کو پیٹ کر میں خود اپنے گھر والوں کو شرمندہ کرنا نہیں چاہتا تھا، دوسرے الفاظ میں ان کا جرم تو ناقابل معافی تھا لیکن اس وقت تک جب ان شریر بچوں میں کسی اپنے بھتیجا کے ہونے کا اندازہ مجھے نہیں تھا، خود اپنے بچہ کی طرف سے اس جرم کے سرزد ہونے سے وہی ناقابل معافی جرم اچانک قابل معافی بن گیا، دوسرے الفاظ میں شرارتیں کچھ دیر پہلے تک دوسروں کی تھیں تو قابل سزا تھیں لیکن اپنوں کی اچانک قابل نظر انداز ہو گئی۔

اس سرسری پیش آنے والے واقعہ کی روشنی میں آج ہم اپنے معاشرہ پر نظر دوڑائیں، ہمارا یہ طرز عمل زندگی کے ہر شعبہ میں نظر آتا ہے دوسرے خاندان کا کوئی فرد کوئی معمولی جرم بھی کرتا ہے تو اس کی مذمت بلکہ اس کی تشہیر میں ہم زمین آسمان ایک کر دیتے ہیں اور اس کا چرچہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ لیکن اس سے بڑا بھیانک جرم کسی اپنے سے ہو جاتا ہے تو ہم اس کی تاویل کرنے لگتے ہیں اور اس کے لیے بہانے تلاش کرتے ہیں، اپنے کسی ہم مسلک، ہم مشرب، ہم فکر اور ہم خیال سے کوئی بڑی سے بڑی غلطی بھی ہو جاتی ہے تو ہم اس پر پردہ ڈالنے، اس کو چھپانے کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے، لیکن اپنے کسی حریف، فریق یا نظریاتی یا فکری طور پر مخالف شخص سے اس سے کم درجہ کا بھی گناہ ہو جاتا ہے تو ہمارا ردعمل کس قدر ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ لیکن غلطی بہر حال غلطی ہے، چاہے اپنوں سے ہو یا غیروں سے، گناہ بہر حال گناہ ہے، مجھ سے ہو یا کسی اور سے، اگر میرے یا میرے کسی عزیز یا دوست یا ہم فکر کی غلطی قابل تاویل یا پردہ پوشی کے قابل ہے تو فریق مخالف کا جرم بھی اسی طرح ستر پوشی ودرگذر اور معافی کا استحقاق رکھتا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی وہ مطلوب تصور واستحضار ہے جو ہمیں کسی کی تحقیر وتذلیل سے روک سکتا ہے۔

جناب محمد عاصم حفیظ

امریکی ثقافتی دہشت گردی

ٹیکنالوجی کی ترقی نے میڈیا کو عالمی سیاست میں اہم ترین مقام پر فائز کردیا ہے۔ بڑی طاقتیں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے فوجی، سیاسی یا اقتصادی طاقت کے میڈیا کو استعمال کرتی ہیں۔ اب فوجی طاقت کے ذریعے کسی کو غلام بنادینے کا رواج نہیں رہا بلکہ میڈیا کے زور اور مخصوص نظریات و روایات کی ترویج کے ذریعے ذہنوں کو غلام بنایا جاتا ہے۔ مغربی طاقتوں کو اس میدان میں کافی کامیابی ملتی رہی ہے اور سوویت یونین کے بعد اسلام کے ساتھ تہذیبوں کی جنگ کے لیے میڈیا اور ثقافتی حربوں کو ہی اہم ترین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ٹی وی، انٹرنیٹ، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے "نیو کالونیل ازم" کا ایک نیا تصور فروغ پارہا ہے۔ جس کی مثال گلوبل ویلیج بنتی دنیا میں ڈھونڈنا مشکل نہیں۔ مغربی طاقتیں چین، جاپان اور عرب ممالک جیسے مضبوط معاشروں پر میڈیا کی طاقت سے ہی بھرپور انداز میں اثرانداز ہوئی ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں میڈیا اہم ترین کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ پاکستانی میڈیا میں بعض غیر ملکی طاقتوں کی سرمایہ کاری کی باتیں سامنے آرہی ہیں۔ ایسے حقائق سامنے آئے ہیں کہ بعض غیر ملکی عناصر لالچ دیکر ملکی میڈیا کو خریدنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اینکرز کو سفارت خانوں میں مدعو کرکے عیش و عشرت کا بندوبست کرنے کی تصاویر اور ویڈیوز تو منظر عام پر بھی آچکی ہیں۔ بعض چینل اور اخبارات صرف وہی پالیسی اختیار کرتے ہیں کہ جسکی ہدایت ان کے سرمایہ کاروں کی جانب سے دی جاتی ہے۔ یہ سب واقعی افسوسناک اور ملکی سلامتی کے خلاف ہے۔ غیر ملکی طاقتوں کا ملکی میڈیا میں اثر ورسوخ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ آج ہمیں ایک بھرپور قسم کی ثقافتی اور پروپیگنڈا یلغار کا سامنا ہے کہ جس نے ہمارے ملک کے ایک بڑے طبقے کے قلوب واذہان کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج جہاں ایک طرف اسلحہ وبارود کے ذریعے ملک کی بنیادوں کو ہلایا جارہا ہے، قومی سلامتی اور خودمختاری ایک مذاق بن کر رہ گئی ہیں وہیں ہمیں اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک "ثقافتی دہشت گردی" کا بھی سامنا ہے۔ غیر ملکی طاقتیں ہمارے معاشرے میں موجود دین بیزار اور سیکولر قوتوں کی مدد سے ارض پاک کی نظریاتی سرحدوں کو پامال کرنے میں مصروف ہیں۔ معاشرے کو بدلنے کی کوشش میں دینی اور مذہبی روایات کے پرخچے اڑائے جارہے ہیں۔ سابق صدر مشرف کے دور میں روشن خیالی کا لگایا گیا پودہ اب تن آور درخت بنتا جارہا ہے۔ کوئی امن کی آشا کے نام پر بھارتی ثقافت کا پرچار کرتا ہے، بھارتی فلمیں سینماؤں اور کیبل کی زینت بن چکی ہیں اور اسی کے اثرات ہندوانہ رسم ورواج کی ترویج اور ملکی واسلامی تہذیب وثقافت سے دوری کی صورت میں برآمد ہورہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں سامنے آنے والے چند مزید واقعات نے ہم پر مسلط کردہ تہذیبی جنگ اور اس ثقافتی دہشت گردی کو مزید واضح کر

دیا ہے۔اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے میں ہم جنس پرستوں کا اجتماع منعقد کیا گیا۔امریکی سفارتخانے کی ویب سائٹ کے مطابق چھبیس جون کو امریکی سفیر نے ہم جنس پرست گروپوں کو سفارتخانے مدعو کیا تھا اور ان کو ان کے حقوق کی یقین دہانی کرائی تھی۔سفارتخانے کے بیان کے مطابق اس اجتماع میں تقریباً 75 افراد نے شرکت کی جن میں سفارتخانے کا عملہ، امریکی فوجی، غیر ملکی سفارتکار، پاکستان میں ایڈووکیسی تنظیموں اور ہم جنس پرستوں کے پاکستان چیپٹر کے رہنما شامل تھے۔ پاکستان کے مذہبی حلقوں نے اس حرکت کو ''ڈرون حملے'' کے مترادف قرار دیا۔اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ امریکی دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ کی آڑ میں ہماری روایات، ثقافت اور اسلامی شناخت تک کو مٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔یہ کوشش کی جارہی ہیں کہ پاکستانی معاشرے میں بیہودہ اور فحش مغربی روایات کے خلاف مدافعلت کو کم کردیا جائے۔اوراس مقصد کیلئے این جی اوز کے ذریعے بھاری سرمایہ کاری کی جارہی ہے۔

اس سے پہلے کراچی میں اقوام متحدہ کے ادارے یو این ایف پی اے کے تعاون سے جسم فروش خواتین کی ایک ورکشاپ منعقد کی گئی۔''خواتین کے حقوق'' کی آڑ میں منعقد اس قسم کی تقریبات کا واحد مقصد معاشرے میں فحاشی وعریانی کا فروغ ہوتا ہے۔جسم فروش خواتین کو یہ باور کرایا جارہا ہے کہ انہیں متحد ہوکر اپنے حقوق اور اس پیشے کو قانونی حیثیت دلانے کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔اس شعبے میں بھاری غیر ملکی سرمایہ کاری کے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟ سیدھی بات ہے کہ بھاری رقوم خرچ کرنیوالوں کی کوشش ہے کہ پاکستان میں یہ شعبہ مضبوط اور بہتر ہو۔ کتنی عجیب بات ہے کہ کروڑوں روپے کے یہ فنڈز ان خواتین کو باعزت روزگار دینے کے لئے نہیں خرچ کئے جاسکتے بلکہ اس قدر بھاری رقوم انہیں یہ سمجھانے کے لئے خرچ کی جاتی ہیں کہ وہ اپنے پیشے سے ضرور جڑی رہیں اور انہیں صرف ''محفوظ'' طریقے سمجھائے جاتے ہیں۔ اس کانفرنس کے ذریعے جسم فروش خواتین کو باقاعدہ بھرتی بھی کیا گیا تا کہ وہ یہ ''پیغام'' دوسروں تک پہنچاسکیں۔ یونائیٹڈ نیشنز پاپولیشن فنڈ یعنی یو این ایف پی اے کے پراجیکٹ افسر ڈاکٹر صفدر کمال پاشا نے اس موقعے پر بتایا کہ ایک سروے کے مطابق کراچی میں ایک لاکھ سے زیادہ اور لاہور میں پچھتر ہزار خواتین سیکس ورکرز کام کررہی ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اس شعبے کو کس حد تک مضبوط بنادیا گیا ہے۔

کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ گزشتہ ماہ معروف سیاحتی مقام مری کے قریب نتھیا گلی میں ایک انوکھی ورکشاپ کا اہتمام ہوا۔یہ ورکشاپ ہم جنس پرست، خواجہ سراء اور جسم فروش خواتین کو ''تربیت یافتہ'' بنانے کے لئے منعقد کی گئی۔ 'ہائٹس فار آل' نامی ایک این جی او کے زیر انتظام تربیتی ورکشاپ کا مقصد ان کو یہ سمجھانا تھا کہ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے استعمال کے ذریعے وہ کس طرح اپنی کہانیاں دنیا تک پہنچاسکتی ہیں۔اس ورکشاپ میں عالمی تنظیم 'ایسوسی ایشن فار پروگریسو کمیونیکشن' سے تعلق رکھنے والی ملائیشین ٹرینر انجیلا کو گانے شرکاء کو ویڈیوز کے ذریعے اپنی کہانیاں اور ''پیغام'' دوسروں تک پہنچانے کی تربیت دی۔اس موقعے پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے مزید بتایا کہ یہ ہیجڑوں، جسم فروشوں اور ہم جنس پرستوں کے لیے ایک بڑااہم ذریعہ ہے۔اس قسم کی ورکشاپس کا مقصد ان طبقات سے تعلق رکھنے

والوں کو خود اعتماد بنانا اور یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ''شب و روز'' سے پورے معاشرے کو آگاہ کرتے ہوئے ہرگز شرم محسوس نہ کریں۔ آپ تصور کریں کہ جب ایسی ویڈیوز انٹرنیٹ، موبائل کلپس اور سوشل میڈیا کے ذریعے عام ہوں گی تو اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ ان سرگرمیوں کے لئے بھاری فنڈز فراہم کرنیوالوں کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایسا مواد عام ہو کہ جو اخلاقی اقدار کا جنازہ نکال سکے۔

ملک میں مہنگائی کا شکار خواتین کے لئے تو کوئی بھی مغربی ملک کچھ دینے کو تیار نہیں جبکہ خواجہ سراؤں، ہم جنس پرستوں اور جسم فروش خواتین کی فلاح و بہبود کے نام پر کروڑوں خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ بھی ''خواتین کے حقوق'' کے نام پر۔ گویا یہ تصور دیا جا رہا ہے کہ حقوق صرف انہیں خواتین کیلئے ہو سکتے ہیں کہ جو جسم فروش ہوں یا پھر ہم جنس پرست۔ ایسا لگتا ہے کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی مد میں دیئے جانیوالے ''ڈالرز'' کے بدلے ہمارے عقائد، نظام تعلیم، معاشرتی روایات، دینی اقدار سمیت سب کچھ بدلنا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لاہور، کراچی، اسلام آباد کے سفارت خانے اس حوالے سے سب سے زیادہ سرگرم دکھائی دیتے ہیں۔ ملک کی طاقتور شخصیات، اینکر پرسنز کے لئے عیش و عشرت کا انتظام کیا جاتا ہے اور بعد ازاں انہیں اپنے مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کراچی میں امریکی سفارت خانے نے کچھ عرصہ قبل خصوصی طور پر پاکستانی بلاگرز کا اجتماع بھی منعقد کیا جس کی بھرپور تشہیر بھی کی گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ سوشل میڈیا آج کے دور میں روایتی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے بھی کہیں زیادہ طاقتور بنتا جا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکی اس بارے میں بھی کافی مستعد نظر آتے ہیں۔ مصر، تیونس، شام سمیت دیگر ممالک میں برپا ہونیوالی تحریکوں میں سب سے اہم کردار سوشل میڈیا نے ہی ادا کیا تھا۔ اس اہم شعبے کو ایک خاص سمت میں چلانے اور اپنا اثر و رسوخ برقرار رکھنے کیلئے کوششیں کی جارہی ہیں۔ کراچی میں ہونیوالی اس تقریب کیلئے بھاری رقوم بغیر کسی مقصد کے تو فراہم نہیں کی گئی ہوں گی۔ ملکی سلامتی کے اداروں کے بارے میں انٹرنیٹ کے ذریعے بھرپور پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں انٹرنیٹ پر حکومتی کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے اور یہی وجہ ہے کہ انٹرنیٹ نوجوان نسل کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ ایک امریکی ادارے کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ فحش ویب سائٹس دیکھی جاتی ہیں۔ اس کیساتھ ساتھ انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکشن کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایشیائی ممالک میں سب سے زیادہ ایس ایم ایس پاکستانی بھیجتے ہیں یعنی چین، بھارت اور انڈونیشیا سے بھی زیادہ۔

آج وقت کی ضرورت ہے حکومت، دینی و سماجی حلقے، سیاسی جماعتیں ان مسائل کی طرف بھی توجہ دیں۔ اگر ان مسائل پر توجہ نہ دی گئی تو یہ خاموش زہر جہاں ایک طرف ثقافتی و تہذیبی روایات کو پامال کر کے رکھ دے گا وہیں قومی سلامتی کو بھی شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اخلاق سے عاری اور فحش عادات کی شکار قوم ملک کا دفاع نہیں کر سکتی۔ اگر ہمیں اپنے ملک، اپنی روایات اور تہذیب کو بچانا ہے تو اسلحہ و بارود کے ذریعے برپا کی جانیوالی شورش کے ساتھ ساتھ اس'' ثقافتی دہشت گردی'' کے خاتمے کے لئے بھی کوشش کرنی چاہیے۔

ادارہ

افکار وتاثرات

مفتی اعظم کی تعزیت۔
مشاہیر کے خطوط' گنبد خضریٰ کی اشاعت پر تبریک' مفید مشورے۔
نام نہاد مسلمان اسلام سے دوری میں عافیت سمجھتے ہیں
امریکی سفارتخانے میں ہم جنس پرستوں کا شرمناک اجتماع

- بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
- احتشام اللہ جان مردان
- جناب شعیب تنولی
- انجینئر مختار فاروقی

برادر محترم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب نوراللہ مرقدہ کے حادثہ انتقال کا پڑھ کر انتہائی صدمہ پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. للہ ما اخذولہ ما اعطی و کل شئی عندہ الی اجل مسمی

اللہ تعالیٰ اس جہان میں ان کی درجات بلند فرمائیں' جنت الفردوس نصیب فرمائیں' ان کے اہل وعیال' متعلقین اور تلامذہ سب کو صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائیں۔ ایسے بزرگ اب کہاں ملیں گے۔ اللھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ . میں نے رنگ کیا تھا مگر جواب نہیں آیا۔

- مشاہیر بنام مولانا عبدالحق شیخ الحدیثؒ ومولانا سمیع الحق کی اشاعت پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ آپ کے تعارفی حواشی سے اس کی قیمت میں مزید اضافہ ہوگا۔ ''مشاہیر کے خطوط بنام...... اگر مناسب معلوم ہو تو بہتر ہوگا۔ ان نوادرات کی برآمد پر اہل علم اور یہ طالب علم نہایت ممنون ہیں۔ فجزاکم اللہ خیراً۔

- ''گنبد خضریٰ کے سائے میں'' کی اشاعت میری دیرینہ خواہش کی تکمیل ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے یہ اور ''اے زائر حرم'' دونوں بھجوائی ہیں' انہیں دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ اس پر بھی ہدیہ تبریک! الھار ک اللہ

فی جهودکم نحو الاسلام و المسلمین

● میں نے اپنی چند تصانیف آپ کی خدمت میں بھجوائی تھیں امید تھی کہ "الحق" میں آپ کے قلم کو ہر بار سے چند کلمات پڑھنے کو ملیں گے مگر اب تک انتظار ہے۔

● مشاہیر علماء کی آٹھ جلدیں اور اسی طرح تذکرہ اسلاف کی ۸ جلدوں اور تذکرہ القراء کے لئے اگر آپ اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر مقدمہ تحریر فرماسکیں تو نہایت ممنون ہوں گا۔ اور یہ جامع مقدمہ ایسا ہو کہ میری تمام تصانیف کی زینت بنے تو اور بھی اچھا ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے آپ جانشین ہیں' ان کی جگہ بھی آپ ہی کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

● الحق کے گزشتہ شماروں کے اشاریے کی نوید بھی باعث مسرت ہوئی۔ اگر زحمت نہ ہو تو الحق میں شائع شدہ میرے قلم سے دو تبصرے ڈاکٹر خالد علوی مرحوم کی کتاب انسان کامل پر اور پروفیسر ابوبکر غزنوی کی "سیدی وابی" پر شائع ہوئے تھے ان کا عکس مطلوب ہے۔

● الحق میں عرصہ دراز سے "وفیات" کے عنوان پر لکھا جا رہا ہے اب آپ کے لخت جگر اور ہمارے نہایت ہی عزیز اور محترم مولانا حافظ راشد الحق صاحب لکھتے ہیں اور ماشاء اللہ خوب لکھتے ہیں مگر ایک اہم نکتہ کی طرف توجہ قابل قدر ہوگی کہ ان بزرگوں کے صحیح حالات' ولادت و وفات کی صحیح تاریخیں لکھنے سے اور لکھنے والوں کو آسانی ہوگی۔ بعض اوقات یوں لکھ دیا جاتا ہے کہ "کچھ عرصہ ہوا ان کا انتقال ہوگیا ہے" اس سے مقصد حل نہیں ہوتا۔ اس کی اصلاح بہرحال ضروری ہے۔

● مشاہیر کے خطوط کیا کراچی سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں؟ ورنہ آپ ہی کسی کو حکم فرمادیں کہ میرے نام وی پی کردیں۔

● حضرت شیخ الحدیث نمبر اتنا ضخیم ہے کہ مطالعہ مشکل ہے اگر الگ الگ اجزاء منظر عام پر آجائیں تو کئی کتابیں آجائیں گی اور مطالعہ بھی آسان ہوگا۔ دعاؤں کی درخواست کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

والسلام علیکم فیوض الرحمٰن

محترم المقام جناب راشد الحق صاحب

السلام علیکم ! گزشتہ روز ضلع دیر لوئیر میں مفتی اعظم شمس العلماء جناب مولانا مفتی محمد فرید صاحب کے انتقال کی دردناک اور المناک خبر سنی۔ مرحوم نہ صرف جامعہ حقانیہ کے سینئر مدرس تھے بلکہ اصل سرپرست بھی تھے۔ آپ نے علمی

سطح پر بہت کام کیا تھا' طویل وقت سے علیل تھے' موت العالم موت العالم۔ آپ کی وفات اس صدی کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اس سلسلے میں ہم تمام تعزیت کے مستحق ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات عالیہ بلند کرے۔ ان کی مغفرت کرے' ان کی قبر پر انوار برسے اور ان کے پسماندگان اور ہم سب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

والسلام آپ کے مخلص: احتشام اللہ جان مردان

نام نہاد مسلمان اسلام سے دوری میں عافیت سمجھتے ہیں

آج مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے رسمی مسلمان ڈاڑھی منڈوا کر، شراب پی کر اور مغربی لباس زیب تن کر کے اہل کفر کو یہ یقین دلا رہے ہیں کہ وہ بنیاد پرست نہیں ہیں۔ وہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تک ترک کر کے روشن خیال بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تمام مسلمان ممالک میں اللہ کے قرآن کو قید کر کے مغربی نظام زندگی کو رواج دیا جا رہا ہے۔ کتنے ہی مسلمان ممالک میں عورتوں کو نقاب پہننے کی اجازت نہیں۔ اسلامی مدارس قائم کرنے پر طرح طرح کی پابندیاں ہیں جبکہ شراب نوشی، بے حیائی، کرپشن، بے ہودگی اور بے شرمی کے کاموں کی کھلی چھوٹ ہے۔ مسلمانوں کا مقتدر ٹولا استعماری ایجنٹ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ تمام مسلم ممالک کے سول اور فوجی عہدیدار، سیاستدان اور اشرافیہ کے لوگ اسلام بیزاری کا ثبوت دے کر استعمار کے قریب ہونے کی فکر میں ہیں۔ الغرض مسلمان اشرافیہ کے لیے اسلام سے وابستگی، قرآن سے تعلق اور محمد عربی ﷺ کی اطاعت زمانے میں ترقی کرنے کے لیے سد راہ بنی ہوئی ہے اور وہ ہر ممکن طریقے سے اسلام سے لاتعلقی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ مغربی استعمار دنیا میں ابھرتے ہوئے اسلام سے خائف ہے اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کے علمبرداروں کی تلاش اور بیخ کنی میں مصروف ہے۔ وہ اسلام کو محض پوجا پاٹ کے مذہب کے طور پر قبول کرنے کو تیار ہے لیکن امت مسلمہ کے تصور اور سیاسی اسلام کو ایک منٹ کے لیے بھی قبول کرنے کو تیار ہے۔ افغانستان، الجزائر، فلسطین، ایران اور سوڈان میں اسلامی تحریکوں کے احیاء نے اہل مغرب کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ اسلام کا تصور امت دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک قوم اور ایک امت خیال کرتا ہے جبکہ استعماری نظام نے انسانوں کو جغرافیائی حدود میں قید کر رکھا ہے اور مختلف ممالک کے شہریوں کو صرف اس ملک تک قید کر رکھا ہے۔ ایک ملک کے شہریوں کا دوسرے ملک کے شہریوں سے کوئی رشتہ اور تعلق قائم نہیں رہنے دیا۔ اسلام واحد دین ہے جو رنگ، نسل اور جغرافیے کی امتیازی سرحدوں کو بے معنی سمجھتے ہوئے پوری دنیا کے انسانوں کو ایک معاشرے کے فرد کے طور پر تصور کرتا ہے اور عقیدے کے بنیاد پر انہیں بھائی، بھائی قرار دیتا ہے۔ یہ وہ تعلق ہے جو امریکا، روس، برطانیہ، الجزائر، ایران، فلسطین اور ترکی کے انسانوں کو اخوت کے دیرپا رشتے میں جوڑتا ہے۔ اسلامی کا عالمگیر تصور استعمار کو خوف سے مارے ڈال رہا ہے۔ مغرب مسلمانوں پر جس قدر ظلم کر رہا ہی، اسلام اسی قدر زیادہ قوت سے ابھرتا ہوا نظر

آ رہا ہے۔ ماضی قریب میں جتنے مغربی لوگوں کو براہ راست مسلمانوں سے معاملہ کرنے کا موقع ملا، وہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ جن میں بڑے بڑے نام بھی شامل ہیں۔ آج آپ کی ملاقات امریکی فوج کے ایک گارڈ ٹیری بروکس سے کرواتے ہیں۔ امریکا نے 2003ء میں اس کی ڈیوٹی گوانتاناموبے میں مسلمان قیدیوں کے کیمپ میں لگائی۔ ٹیری بروکس نے جب گوانتاناموبے میں قید القاعدہ اور طالبان کے لوگوں کو سخت ترین حالات میں مطمئن اور راضی دیکھا تو وہ حیران رہ گیا کہ اس جہنم میں جہاں امریکا نے انہیں پریشان کرنے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیے ہوئے ہیں، وہ پورے اطمینان سے ظلم اور جبر کا مقابلہ کررہے ہیں۔ استقامت کی اس حد کو دیکھنے کے بعد بروکس نے ان قیدیوں میں دلچسپی لینا شروع کی اور گاہے گاہے ان کے قید خانوں کے قریب جاکر بات چیت کرنے لگا۔ اس دوران الرشدی نامی ایک قیدی نمبر 590 سے میل ملاپ بڑھا، جس کی وساطت سے اسے اسلام کے بارے میں معلومات ہوئیں اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ بروکس نے تبدیلی مذہب کو راز میں رکھا لیکن اس دوران ایک امریکی آفیسر کو پتا چلا، تب سے امریکی حکام نے اس سے امتیازی سلوک روا رکھنا شروع کردیا اور اس کو واپس امریکا بھیج دیا۔ امریکا جانے سے پہلے ہی بروکس مصطفیٰ عبداللہ کے نام سے موسوم ہو چکا تھا۔ اس نے واپس امریکا جاتے ہیں فوج کی نوکری سے جان چھڑائی اور گوانتاناموبے میں قید مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف آواز بلند کرنے لگا۔ مئی 2011 میں مصطفیٰ عبداللہ نے عمرہ کی سعادت حاصل کی اور روزنامہ عکاظ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں اسلام کی حقانیت سے آگاہ ہو چکا ہوں، یہ سچا دین ہے اور اسی میں پوری انسانیت کی بقا اور سلامتی ہے۔ اس نے اپنی زندگی گوانتاناموبے میں قید مسلمانوں کی رہائی اور اسلام کی حقیقت جاننے تک کے سفر کی روداد لکھنے پر صرف کرنے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے تجربات منظر عام پر لانا چاہتا ہوں تاکہ دنیا اسلام کو امریکی نہیں بلکہ اپنی آنکھ سے دیکھ سکے۔ آج دنیا میں دو طرح کے مسلمان چھٹ کر سامنے آرہے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو پوری دنیا کے خوف سے بے نیاز ہو کر اسلام کی حقانیت پر قائم ہے اور اس کے غلبے کے لیے ہر جگہ اور ہر حال میں جدوجہد کررہا ہے اور دوسرا گروہ جو اسلام سے اپنی وابستگی سے بھی خائف ہے اور اسلام پسندی کی ہر علامت سے نجات حاصل کرکے استعماری قوتوں کی اشیرباد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یقیناً جو لوگ استعمار کو زندگی اور موت، نفع اور نقصان، خوشی اور غم دینے کا مکلف سمجھتے ہیں وہ ان کی اطاعت کررہے ہیں اور جو لوگ صرف اللہ کی ذات کو نفع اور نقصان، زندگی اور موت، عزت اور ذلت دینے والا کارساز سمجھتے ہیں وہ تمام دنیاوی خداوں سے انکار کرکے، تمام خطرات کے بے خوف ہو کر اسلام کے غلبے کے لیے کوشاں ہیں۔ یقیناً اسلام پوری دنیا پر اپنی حقانیت ثابت کرکے رہے گا، یہی اللہ کا وعدہ ہے۔ اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک اسلام پوری دنیا پر آشکار نہیں ہوجائے گا۔ وقت تیزی سے اس طرف جارہا ہے۔ اہل ایمان اپنا فرض ادا کررہے ہیں اور نام نہاد مسلمان اسلام سے دوری اختیار کرنے میں عافیت سمجھ رہے ہیں

محمد شعیب تنولی

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ مدیر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مضمون: امریکہ کی موجودہ تہذیب پر ایک امریکی کتاب کا تعارف

السلام علیکم! حال ہی میں امریکی سفارت خانے نے پاکستان میں بھی اخلاق باختہ لوگوں کا ایک اجتماع بلایا تھا جس کا تذکرہ تقریباً تمام اخبارات نے کیا تھا۔ امریکہ ہی میں چھپی ایک Best Seller کتاب جس کے مصنف ایک امریکی ریٹائرڈ جج ہیں' نے امریکی معاشرے کی تصویر (1998) پیش کی ہے' جس پر علامہ اقبال کا مصرعہ ہی راست آتا ہے۔ ع چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

منسلکہ صفحہ اس کتاب کے تعارف پر مشتمل ہے۔ امید ہے آپ اپنے جریدہ میں جگہ دے کر مشکور فرمائیں گے۔

تعارف کتاب: ایک امریکی کی نگاہ میں امریکی معاشرے کی حقیقی تصویر یعنی

از: انجینئر مختار فاروقی * (چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر)

آج کے ترقی یافتہ مغربی معاشرے جن کا سرخیل بجا طور پر امریکہ ہے اور جو 1776ء سے بعد کی مسلسل جدو جہد کے بعد آج اس مقام پر پہنچا ہے' جس کا نعرہ (Slogan) ہی "Ordo Novo Seclorum" ہے جو ایک ڈالر کے امریکی نوٹ پر مسلسل طبع ہو رہا ہے۔ یہ معاشرہ آج حضرت لوطؑ کی قوم کے اعمال کا وارث ہے' کئی امریکی ریاستوں میں دو مردوں کی شادی کے قانون کے پھریرے اڑاتا' یورپ اور بھارت میں اپنی کامیابیوں پر اتراتا...... حالیہ دنوں میں امریکی سفارت خانہ اسلام آباد کے زیر انتظام پاکستان میں قوم لوطؑ کے سے اعمال کے پرستاروں کا اجتماع منعقد کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ آج امریکی معاشرہ لبرل ازم کی آڑ میں بے راہ روی کی شاہراہ پر گامزن ہے اسی کو 1998ء میں ایک امریکی مصنف Fuku Yama نے "End of History and the last man" کا نام دیا تھا گویا جو آزادیاں عوام کو آج امریکہ میں حاصل ہیں اس سے زیادہ آزادی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے اور 1998ء میں ہی امریکی اعلیٰ عدالت کے ایک ریٹائرڈ جج رابرٹ ایچ بارک نے امریکی معاشرے کی ایک متضاد تصویر پیش کی تھی۔

اس کتاب کے پہلے صفحہ درج عبارت ہے:

SLOUCHING
MODERN LIBERALISM
TOWARDS
AND AMERICA DECLINE
GOMORRAH

تقریباً چار سو صفحات کی یہ کتاب نیو یارک ٹائمز نے شائع کی تھی اور Best Seller کا اعزاز حاصل کرنے والی کتاب ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے امریکی معاشرے کی یہ کیفیت بیان کی ہے کہ امریکی معاشرہ گزشتہ تین چار عشروں سے قوم لوطؑ کی راہ پر بگٹٹ جا رہا تھا اور اب قوم لوطؑ کے انجام (یعنی عذاب الٰہی) کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔ افسوس کہ امریکی یاترا کرنے والے اور امریکی معاشرے کے گن گانے والے اس معاشرہ کے بارے میں ایسی حقیقت پسندانہ اور چشم کشا باتیں...... یا تو جانتے ہی نہیں ...... یا جان بوجھ کر چھپاتے ہیں۔ اگر پہلی صورت ہے تب بھی افسوس ناک اور اگر دوسری صورت ہے تب اس سے بھی زیادہ قابل افسوس اور قابل رحم۔ اس کتاب کے بہت سے حصے انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں۔

---

* ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان و مدیر حکمت بالغہ جھنگ

عالم اسلام اور اسلام کے تناظر میں عالمی علمی تحقیقی سرگرمیاں

☆ روز نامہ ''ایکسپریس ٹریبیون'' کی اطلاع ہے کہ پاکستانی شہر جہلم اور اس کے مضافات میں ایک شخص سے نو سوسالہ قدیم قلمی نسخہ قرآن مجید دستیاب ہوا ہے' مشہور ماہر آثار قدیمہ غلام اکبر ملک کو ایک معمر شخص نے یہ تاریخی نسخہ قرآن تحفۃً دیا۔ یہ پاپیرس پر تحریر کیا ہوا ہے' موجودہ کاغذ کی ایجاد سے قبل کاغذ کی جگہ یہی پاپیرس استعمال ہوتا تھا۔ جس کو چینیوں نے ایجاد کیا تھا' ملک صاحب کا بیان ہے کہ اس کی کتابت بارہویں صدی عیسوی کے سراج الدین ابو طاہر محمد بن محمد بن عبدالرشید نے کی ہے۔ یہ ۲۱۲ صفحات پر مشتمل تقریباً پانچ کلو وزنی ہے' اتنی قدامت کے باوجود صرف بعض مقامات پر روشنائی ہلکی ہوئی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس کی کتابت میں تین خطاطوں نے ایک برس صرف کیا ہوگا۔ غالباً اس قدیم قدیم نسخہ اتنی اچھی حالت میں پہلی بار منظر عام پر آیا ہے۔

☆ کچھ عرصہ قبل معارف نے سعودی عرب میں ایک خاتون یونیورسٹی کے قیام کی خبر دی تھی' اب دنیا کی اس پہلی خاتون یونیورسٹی کا افتتاح شاہ عبداللہ کے ہاتھوں ہوگیا ہے۔ حکومت نے اس کو ''نورا بنت عبدالرحمٰن یونیورسٹی'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ ریاض میں ۸ ملین اسکوائر میٹر کیمپس پر محیط ہے' جس میں پچاس ہزار طالبات کے بیک وقت ۸ ارشعبوں میں حصول تعلیم کی گنجائش ہے' یونیورسٹی میں ہمہ وقت روشنی اور صاف صفائی کے لئے سولر پلانٹ اور اس کے احاطہ کو ماحولیاتی آلودگی سے پاک کار اور موٹو ریل کا انتظام کیا گیا ہے۔ ۸ ر سو بیڈ والا شفاخانہ اور ۱۲ ر ہزار طالبات کے لئے دارالاقامہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ ضرورت پڑنے پر ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ پروفیسروں کی خدمات لی جائیں گی۔

☆ برطانیہ کے پرائمری اسکولوں کے متعلق حکومت کی جانب سے ایک عجیب وغریب رپورٹ سامنے آئی ہے کہ وہاں ہر روز ۴ سے ۶ ر سال کی عمر کے بچے اپنے بڑوں سے بدسلوکی اور اساتذہ پر حملہ کے جرم میں نکال دیئے جاتے ہیں۔ ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء کی شائع شدہ اکیڈمک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پہلے اور دوسرے سال میں ۶۲۰ے بچوں کا اپنے بڑوں پر حملے اور سب وشتم کے جرم میں اخراج کیا گیا' گزشتہ ۲ ر برسوں میں ۲۸۹۰ واقعات سامنے آئے اور اس طرح دو برسوں میں اس قسم کے واقعات پر تشدد اور ۱۷۱۰' اپنے ساتھیوں کو نشانہ بنانے کے رویہ کے تھے' ۹۰ کو تکلیف دہ شرارت' ۴۰ کو جنسی بے راہ روی اور ۲۰ بچوں کو چوری کے سبب اسکول سے باہر کیا گیا' ان میں کچھ کو عارضی اور کچھ کو مستقل طور سے اسکول سے الگ ہونا پڑا' ماہرین کا خیال ہے' وہ والدین اور اساتذہ کے نرم رویوں' شفقت کے نام پر بے جا آزادی' والدین کی دوسرے مشاغل میں مصروفیت اور ان کی جانب سے بے توجہی اور بچوں کا ٹی وی اور کمپیوٹر سے غیر معمولی لگاؤ اس صورت حال کے اہم اسباب ہیں۔

☆ آرہاس یونیورسٹی ڈنمارک کے شعبہ سیاسیات نے ''اسلام بحیثیت مذہب ڈنمارک کے لئے خطرناک ہے'' کے موضوع پر ایک سروے کرایا' جس میں ۶۲ فیصد افراد نے اس سے اختلاف اور ۳۰ فیصد نے اتفاق کیا اور ایس تیس

فیصد میں تیس سال سے کم عمر نوجوانوں کی صرف ۱۷ فیصد تعداد نے اسلام کو ڈنمارک کے لئے خطرہ بتایا۔ ۳۶ فیصد نے مسلمانوں سے شادی کو ناپسند کیا اور ۸۷ فیصد نے کہا کہ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہمارے پڑوس میں مسلمان ہیں یا عیسائی۔ ۴۶ فیصد نے مسلمانوں کی موجود مشکوک اور متنازع صورتحال کا ذمہ دار خود مسلمانوں کو بتایا جبکہ ۴۱ فیصد نے اس سے اختلاف کیا۔ یہ جائزہ ''صراط مستقیم''، برمنگھم میں شائع ہوا ہے۔

☆ اردو زبان میں اسلامی تعلیمات کا سرمایہ جس قدر ہے بہ جز عربی کے شاید ہی کوئی دوسری زبان اس کی مثال پیش کر سکے، پچھلے دنوں اردو سے متعلق ایک نہایت اندوہناک خبر یہ آئی کہ بہار کے بلاک استھاواں کے ایک مشہور تاریخی گاؤں ''جاناں''، جس کو مسلم نوابوں اور بڑے بڑے زمین داروں کی نسبت کا فخر حاصل ہے اور جس کے بعض آثار آج بھی اس گاؤں کی اردو تہذیب کی یاد دلاتے ہیں، اب وہاں کا ایک شخص بھی اردو زبان سے آشنا نہیں، حالانکہ بہار کا شمار ہندوستان کے ان صوبوں میں ہوتا ہے جہاں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔

☆ ''اخبار تحقیق'' پاکستان کی یہ خبر توجہ کے قابل ہے جس میں کیوبا کے قائد فائیڈل کیسٹرو نے بڑے پیانے پر مسلمان سائنس دانوں کی ہلاکت پر دنیا کی افسوسناک خاموشی پر سوال اٹھایا ہے، خبر کے مطابق ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۶ء کے درمیان تقریباً ۵۵۰ مسلمان سائنسدانوں اور محققین کی ہلاکت میں اسرائیلی ایجنسی موساد کا ہاتھ تھا، عراقی سائنسدانوں کی ایک بڑی تعداد کی ہلاکت کا مسئلہ اس قدر سنگین تھا کہ اس پر غور وفکر کیلئے ۲۰۰۶ء میں اسپین کے شہر میڈرڈ میں بین الاقوامی کانفرنس ہوئی اور اس میں ایک ایک مہلوک سائنسداں اور اسکی خدمات کے بارے میں تفصیلی معلومات کیساتھ خراج عقیدت پیش کیا گیا، واضح رہے کہ تیس برس قبل ۱۹۸۱ء میں اسرائیل نے فضائی حملہ کے ذریعہ عراق کے (ODIRAK) نیوکلیئر پلانٹ کو تباہ کر دیا تھا۔ عراق کے بعد اسرائیل کی نگاہ اب ایرانی سائنسدانوں پر ہے۔ چنانچہ ۲۰۰۷ء میں ڈاکٹر ارسے، شیر حسین پوکا اصفہان کے نیوکلیئر سنٹر میں مردہ پائے جانے، نومبر ۲۰۱۰ء میں ایرانی نیوکلیئر سائنسدان مجید شہریری کے جنوری ۲۰۱۱ء میں اپنے گھر سے باہر نکلتے ہوئے بم کی زد پر آجانے کو اسرائیل کی گہری سازش کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق الجزیرہ نے پہلے ہی عراقی سائنسدانوں کی ہلاکت میں موساد کے کردار کا انکشاف کیا تھا، اب فائیڈل کیسٹرو نے ایرانی سائنسدانوں کی ہلاکتوں پر اپنے خیالات کا برملا اظہار کر کے اسرائیل کی سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے عالمی ضمیر کو بیدار کرنے اور اسرائیل کی علم دشمنی سے باخبر کرنے کی کوشش کی ہے۔

☆ امریکہ کے سینٹر برائے سائنس مفاد عامہ کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کیارامل کیمیکل کو مشروبات میں استعمال کیا جاتا ہے جو صحت کیلئے اس قدر نقصان دہ ہے کہ اسکے مستقل استعمال سے کینسر کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ کیارامل نامی کیمیکل شکر سے تیار کیا جاتا ہے، شکر کے علاوہ اس میں امونیا بھی شامل ہے، حیوانات پر تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ انسانی صحت کیلئے نقصان دہ ہے، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ سائنس سے وابستہ محققین نے ایف بی آئی سے درخواست کی کہ وہ ان تمام کیمیاوی اشیاء پر پابندی عائد کرے جو صحت کیلئے مضر اور مشروبات کیلئے قابل استعمال ہوں۔

ک'ص اصلاحی (بشکریہ معارف انڈیا)

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

متعلقین دارالعلوم کو صدمہ:

- ۱۱رجولائی ۲۰۱۱ء دارالعلوم حقانیہ کے استاد اور جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی امیر مولانا یوسف شاہ کے بڑے بھائی جناب سید ایوب شاہ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ جنازہ لکی مروت میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی امامت میں ادا کیا گیا۔ علاقہ بھر کے علماء اور ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ مولانا ایوب شاہ مرحوم بڑی اعلیٰ صفات اور خوبیوں کے انسان تھے۔
- اس سفر میں حضرت مولانا مدظلہ جامعہ حلیمیہ درہ پیزو ڈی آئی خان بھی گئے' جہاں انہوں نے جامعہ کے مہتمم فاضل حقانیہ حضرت مولانا محمد محسن حقانی سے ان کی والدہ ماجدہ کی وفات پر تعزیت کی اس موقع پر تمام اساتذہ ء فضلاء حقانیہ بھی موجود تھے اس سفر میں مولانا مدظلہ نے موضع تاجہ زئی میں دارالعلوم کے قدیم مخلص فاضل مولانا عمر خان حقانی کے ہاں مدرسہ خزینۃ العلوم اور جامع مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔
- دارالعلوم حقانیہ کے معقولات کے استاد حضرت مولانا فیض الرحمٰن مروت کے والد ماجد گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون جنازہ اور تدفین آبائی گاؤں میں کی گئی۔ ایک جید عالم دین فرزندان کیلئے صدقہ جاریہ ہے
- مولانا احسان الکریم صاحب نقشبندی معاون ناظم کتب خانہ کی والدہ ماجدہ 2 جولائی ۲۰۱۱ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ جنازہ اور تدفین تنگی چارسدہ کے قریب موضع دادو کلے میں ادا کی گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ دارالعلوم کے شعبہ حفظ سے امسال فارغ ہونے والے معصوم طالب علم حضران الماب بن حسن الماب ساکن اکوڑہ خٹک دریائے کابل لنڈا میں نہاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اسی طرح دارالعلوم کے درجہ سابعہ کے مولوی ضیاء الرحمان بھی کنڈ خیرآباد کے دریا میں ڈوب گئے۔ اسی طرح دارالعلوم کے دورہ حدیث کے طالبعلم مولوی ناصر علی ولد فضل حکیم موضع یار حسین ضلع صوابی جو کہ ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے بقضائے الٰہی پچھلے دنوں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں طلبہ کے درجات بلند فرمائے۔
- حضرت مولانا رشید احمد صاحب' مدرسہ ویسا چھچھ کے روح رواں دارالعلوم کے قدیم فضلاء میں سے تھے۔ ماہ رواں میں داغ مفارقت دے کر چل بسے۔ مرحوم نے اپنی زندگی علم کی ترویج واشاعت کے لئے وقف کر رکھی تھی آپ کے تلامذہ آپ کیلئے باقیات الصالحات ہونگے۔

دارالعلوم میں سالانہ تعطیلات: دارالعلوم میں سالانہ امتحانات اور تقریب دستار بندی کے بعد سالانہ تعطیلات ہو گئی ہیں۔ البتہ انتظامی اور تعلیمی دفاتر حسب معمول کام میں مشغول ہیں اور اگلے تعلیمی سال کے لئے تیاریاں جاری ہیں۔

دارالعلوم کے احاطہ امام بخاریؒ کی تعمیر:

دارالعلوم کے نئے ہاسٹل احاطہ امام بخاریؒ کی تعمیر کا کام وسائل کی کمی کے وجہ سے معطل ہو چکا تھا' مگر اب الحمدللہ دارالعلوم کے مخلص اور باصلاحیت فضلاء وعلماء کی تحریک پر کچھ اہل خیر کے تعاون سے پہلی منزل پر چھت ڈالنے کا کام جاری ہو چکا ہے۔اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبہ کو تکمیل تک پہونچادے اور اس کے معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔امین۔

مہتمم صاحب مدظلہ کی اختتامی بخاری مجالس میں شرکت:

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے لاہور۔راولپنڈی وغیرہ کے تعلیمی تقریبات اختتام بخاری کی مجالس میں شرکت کی۔

مختلف صحافیوں کی دارالعلوم آمد:

حسب معمول دارالعلوم حقانیہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے پاکستان اور دنیا بھر سے مختلف صحافیوں کی آمد جاری رہی۔اس سلسلے میں ایکسپریس انگلش اور اردو ٹی وی چینل کی پوری ٹیم دارالعلوم انٹرویو کیلئے آئی اور اس چینل کی جرمنی صحافی خاتون نے ایک گھنٹہ سے زائد انٹرویو ریکارڈ کیا۔اس طرح فرنٹیئر پوسٹ کے چیف رپورٹر انور عباس اور پاکستان ڈیٹ لائن اسلام آباد کے رپورٹر جناب گوہر عباس نے بھی مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انٹرویو کیا اور ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال پر ان سے اظہار خیال کیا

(بقیہ صفحہ ۱۹ سے) (حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ کی معیت میں سفر حج کی سعادت)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے جملہ مذہبی اور دینی' اصلاحی مساعی جمیلہ کو قبولیت بخشی تھی کہ آپ کو باوجود اس ضعف پیرانہ سالی' شدید کمزوری کے حجاز مقدس' حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف فرمایا۔انہوں نے وفد کی درخواست کو قبولیت سے نوازا اور بعثۃ الحج الافغانیہ کی سرپرستی پر آمادگی کی بشارت سے ہم سب کو فرحاں و شاداں فرمایا۔امارت اسلامیہ افغانستان کے اکثر وبیشتر امراء و وزراء اور حساس اداروں کے سربراہ اور مسئولین حضرت مفتی صاحبؒ کے خلفاء مسترشدین' مریدین اور تلامذہ ہیں۔چند دن بعد حجاز مقدس کیلئے روانگی ہوئی۔امارت اسلامیہ افغانستان کے سابق سفیر محترم حضرت مولانا عبدالسلام ضعیف صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ) اور دیگر سفارت سے وابستہ حضرات افغانستان سفارت خانہ اسلام آباد میں بعثۃ الحج کے انتظار میں تھے۔اس بابرکت بعثہ میں حضرت مولانا محمد ربانیؒ' حضرت مولانا محمد صادقؒ حضرت مولانا کونزاخونزادہؒ وزیر حج حضرت مولانا غیاث الدین صاحب' نائب وزیر حج اور دیگر اکابر ذمہ دار حضرات بھی شریک سفر تھے۔حضرت مفتی صاحبؒ کی زیارت کیلئے زائرین کا ہجوم بھی رہتا تھا۔بندہ کو بفضلہ تعالیٰ بارہا حج کی سعادت نصیب ہوئی ہے مگر حضرت مفتی صاحبؒ۔کے ظل سیادت وسعادت میں جو وجد اور کیف نصیب ہوا وہ تادم حیات آنکھوں کے سامنے رہے گا۔

ادارہ

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: قرآن میں کیا ہے؟ (دو حصے مکمل) مرتب: ابن غوری

ضخامت مکمل دو جلد حصہ اول: ۶۱۴ ۔ دوم : ۴۹۶ صفحات قیمت سادہ ایڈیشن: ۵۰۰ روپے

قیمت اعلیٰ ایڈیشن: ۹۰۰ روپے ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

زیر تبصرہ کتاب میں قرآن مجید کے تیس پاروں کے مضامین کا خلاصہ پیش کیا گیا وہ اہل ذوق حضرات جو مختصر وقت میں اللہ کا کلام اور پیغام سننا چاہتے ہیں' یہ ان کے لئے بہترین تحفہ ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ تراویح میں مصلیوں کو مضامین قرآن سے روشناس کرانے کے لئے ایک رہنما کتاب ہے اس کے متعلق مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

'' ایک عام مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت کرنے کے ساتھ قرآن کے معانی ومطالب سے واقف ہونے کی حتی الامکان کوشش کرے۔ عربی زبان سے ناواقف ہونے کی صورت میں معتبر علماء کے لکھے تراجم قرآن اور تفاسیر سے استفادہ کرے۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا اشکال پیدا ہو تو مستند علماء کی طرف رجوع کرے۔ اس کے باوجود سمجھ میں نہ آئے تو اپنی کم علمی اور کوتاہ فہمی پر محمول کرے۔

قرآن کے مضامین وافادات کو اردو داں حلقہ تک پہنچانے کی بہت سی قابل قدر کوششیں ہو چکی ہیں۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی جناب ابن غوری صاحب کی کتاب '' قرآن میں کیا ہے؟'' بھی ہے۔ موصوف نے سورۂ فاتحہ سے لے کر سورۂ انفال تک (اب دو جلدوں میں مکمل) تفسیری افادت اس مجموعے میں شامل کئے ہیں۔ آیات وافادات کے انتخاب میں تذکیر و دعوت اور عبرت پذیری کا پہلو غالب ہے۔ احتیاط یہ برتی ہے کہ ترجمے اور تفسیری افادات اردو کی دو مستند ترین تفسیروں معارف القرآن (مفتی محمد شفیع صاحبؒ) اور تفسیر ماجدی (مولانا عبدالماجد دریابادیؒ) سے اخذ کئے ہیں۔ اس طرح یہ مجموعہ مضامین قرآن کا حسین گلدستہ بن گیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن غوری صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اسے ان کے اور امت مسلمہ کے حق میں نافع بنائے اور تمام مسلمانوں اور انسانوں کو قرآن کے چشمہ فیض سے سیرابی کی توفیق عطا فرمائے۔''

زمزم پبلشرز نے اس کتاب کی اشاعت میں اپنی روایتی نفاست کا مظاہرہ کیا۔ اور اعلیٰ کاغذ دیدہ زیب کے ساتھ شائقین علوم القرآن کے لئے بہت ہی اعلیٰ تحفہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ہر گھر' ہر مدرسہ اور ہر لائبریری کی ضرورت ہے

کتاب: موسیقی اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں مصنف: گوہر مشتاق

ضخامت: ۱۹۶ صفحات قیمت: ۱۴۰ روپے ناشر: اذان سحر پبلی کیشنز منصورہ ملتان روڈ لاہور

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے :

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (سورۃ لقمان ٦)

بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو کلام دلفریب (لھو الحدیث) خریدتے ہیں تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی رہ سے بھٹکائیں اور اسے مذاق بنائیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں "لھو الحدیث" سے مراد غناء ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں" حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مطابق اس آیت کا اشارہ گانے بجانے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کی طرف ہے اور حضرت جابر بن عبداللہ کے مطابق اس آیت سے مراد گانا بجانا اور گانا سننا ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بہت سے تابعین جن میں مجاہد عکرمہ، مکحول سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب اس آیت کو موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف دلیل قاطع سمجھتے ہیں۔

اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ موسیقی کے متعلق اسلام کے احکامات کے ساتھ جدید سائنس کی روشنی میں اس کے مضر اثرات سے بحث کی جائے۔ چنانچہ زیر نظر کتاب میں ڈاکٹر گوہر مشتاق نے اس موضوع کو تفصیل سے شاندار طریقے سے بیان کیا ہے۔ بہت سے لوگ اس بات کا اندازہ نہیں کرتے کہ موسیقی کے سننے والے پر بہت سے منفی معاشرتی اور اخلاقی اثر مرتب ہوتے ہیں، جو بذات خود منشیات جنسی بے راہ روی اور خودکشی کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب کے متعلق امریکہ میں مقیم لبنانی عالم ڈاکٹر احمد حسین صقر رقمطراز ہیں۔

"یہ کتاب یقیناً ایک منفرد کاوش ہے میں ہر لڑکے لڑکی اور مرد وعورت کو تلقین کروں گا کہ وہ یہ کتاب پڑھیں تاکہ ان کی موسیقی کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں"

اذان سحر پبلی کیشنز منصورہ ملتان روڈ لاہور نے اعلیٰ کاغذ اور دیدہ زیب کمپوزنگ کے ساتھ اس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ موسیقی کو روح کی غذا سمجھنے والوں کے لئے یہ ایک بہترین رہنما کتاب ہے۔

وقت کے تقاضوں کی تکمیل...

ہمدرد ایک صدی سے زیادہ نہ صرف آپ کے دُکھ اور تکلیف میں فرحت و تسکین بخش رہا ہے بلکہ آپ کا ہمدم اور خیر خواہ بھی ہے۔ انسانیت کی خدمت اور پرورش کے لئے نہایت وسیع اقسام کی ہربل اور طبی مصنوعات موجود ہیں، جو صحت بخش ہونے کے ساتھ شفا بخش بھی ہیں۔

ہمدرد اس دور کے تقاضوں کی تکمیل، ترقی یافتہ سائنسی طریقوں کی مدد سے کرنے کے لئے سرگرم کار ہے۔

صحت انسانی کی بقا، اور بیماریوں کے اس سفر کے ساتھ ساتھ "ہمدرد" نے انسان دوست ادارے کی حیثیت سے تعلیم اور ثقافت کے فروغ میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

SGS ہمدرد SGS

ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001: 2008 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Blitz DDB

Al-Majeed, Hamdard Centre, Nazimabad No. 3, Karachi-74600, Pakistan. Tel: (+9221) 36616001-4. Fax: (+9221) 36611755. Email: headoffice@hamdard.com.pk.
Website: www.hamdard.com.pk

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

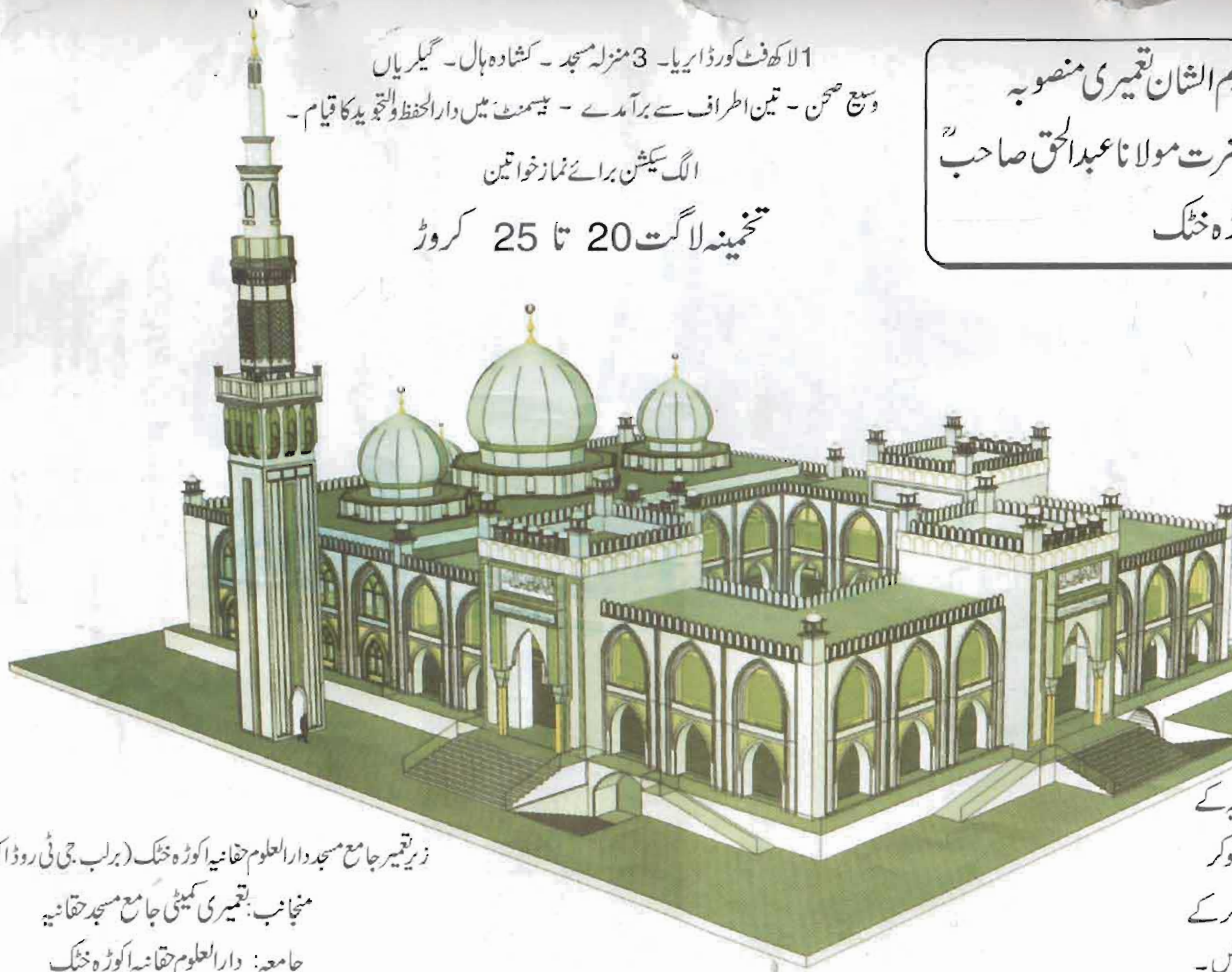

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک